اسلامیات
چھٹی جماعت کے لیے
نئے نصاب کے مطابق
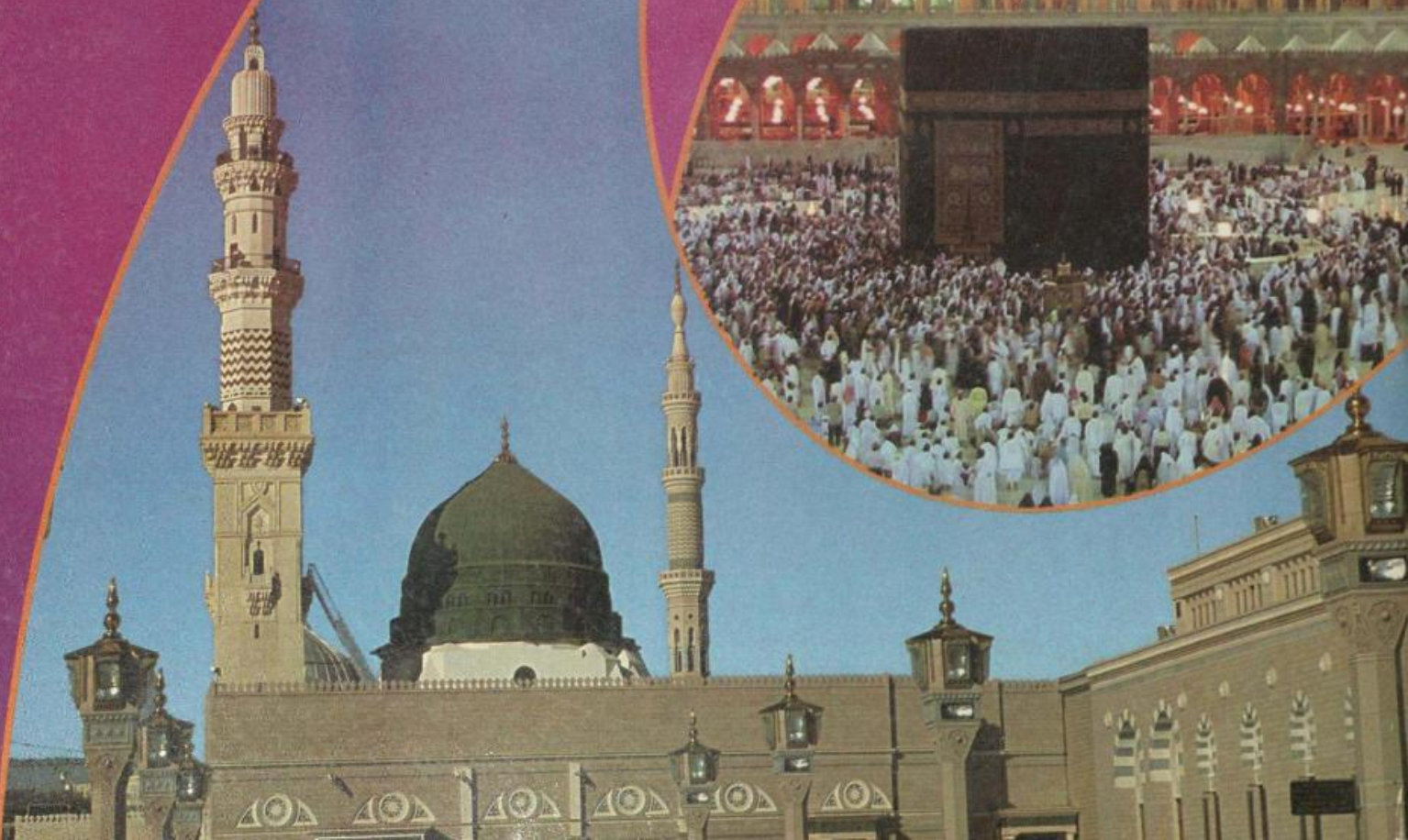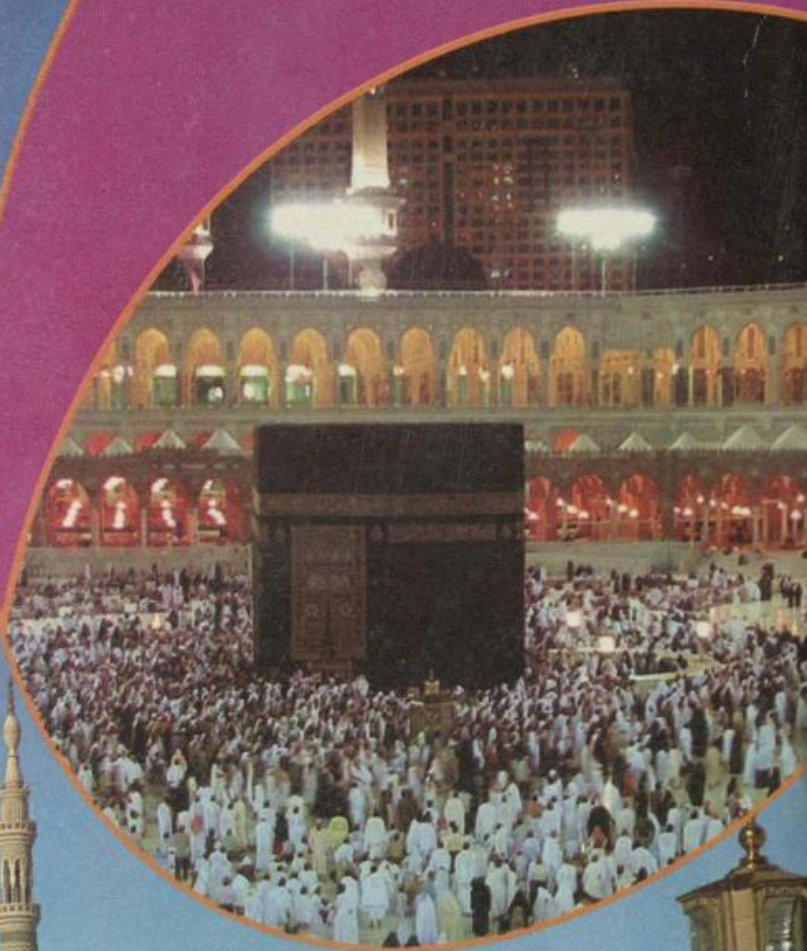
اسلامیات

چھٹی جماعت کے لیے

ناشر

سندھ آفسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز

5۔میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،

اردو بازار، لاہور۔

اسلامیات

چھٹی جماعت کے لیے

ناشر

سندھ آفسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز

5۔میاں مارکیٹ ،غزنی سٹریٹ،

اردو بازار ،لاہور

اسلامیات

چھٹی جماعت کے لیے

مصنف:

پروفیسر مصوّر خان

بی۔ایس۔سی، بی۔ایڈ

ایم۔اے اسلامیات و بین الاقوامی تعلقات

نظر ثانی:

محمد ناظم علی خان ماتلوی

بی ایڈ۔ ایم ایڈ۔ ایم اے اسلامیات۔ ایم اے اُردو

شیخ شوکت علی اینڈ سنز

کراچی آفس: اردو بازار ایکسٹینشن، ایم۔اے جناح روڈ، کراچی 74200

فون: 32 63 75 77 ,32 21 77 67

لاہور آفس: میاں مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور 54000

فون: 37 23 09 09 ,37 23 06 09

پیش لفظ

شیخ شوکت علی اینڈ سنز تین نسلوں سے تعلیم کے شعبے میں وطنِ عزیز کے نونہالوں کی خدمت کرنے میں کوشاں ہے۔ زیرِ نظر کتاب اسلامیات برائے جماعت ششم اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب وزارتِ تعلیم اسلام آباد کی طرف سے مرتب کردہ قومی نصاب کو مدِ نظر رکھ کر تحریر کی گئی ہے اور مصنّف نے اپنے تئیں بھرپور کوشش کی ہے کہ تمام تر نصابی تقاضوں کو اس کتاب میں شامل کیا جائے۔

زیرِ نظر کتاب کی تالیف میں اس امر کو یقینی بنایا گیا ہے کہ اس کے مطالعے کے بعد تدریس اسلامیات کے عمومی اور خصوصی مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے۔ ہمارے طلبہ اس قابل ہو جائیں کہ اُن کے قلوب و اذہان میں اسلام کے بنیادی عقائد راسخ ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسولِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی ختم نبوت، دیگر آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر مکمل یقین رکھیں۔ دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ روزمرہ کے کاموں اور معاملات میں سادگی، میانہ روی، رواداری اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں تاکہ ہمارے معاشرے میں امن، سکون اور خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ طلبہ اس قابل ہو جائیں کہ وہ نصاب میں تجویز کردہ قرآن و حدیث کے تراجم کو سمجھ لیں اور عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہوں۔ طلبہ کے دل و دماغ میں یہ بات سما جائے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز صرف اور صرف نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت اور اتباع میں مضمر ہے۔ وہ اس بات کو نہ صرف اپنے لیے وجہِ افتخار سمجھیں بلکہ روزمرہ زندگی میں اپنے قول اور عمل سے اس کا واضح اظہار بھی کریں۔ ادارہ

طابع: سندھ آفسٹ پرنٹرز

پیش لفظ

سندھ آفسٹ پبلشرز تین نسلوں سے تعلیم کے شعبے میں وطنِ عزیز کے نونہالوں کی خدمت کرنے میں کوشاں ہے۔ زیرِ نظر کتاب اسلامیات لازمی برائے جماعت ششم اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب وزارتِ تعلیم اسلام آباد کی طرف سے مرتب کردہ قومی نصاب 2006 کو مدِ نظر رکھ کر تحریر کی گئی ہے اور مصنفین کرام نے اپنے تئیں بھرپور کوشش کی ہے کہ تمام تر نصابی تقاضوں کو اس کتاب میں شامل کیا جائے۔

اِس کتاب کی تالیف میں اس امر کو یقینی بنایا گیا ہے کہ اس کے مطالعے کے بعد تدریس اسلامیات کے عمومی اور خصوصی مقاصد کا حصول ممکن ہو سکے۔ ہمارے طلبہ اس قابل ہو جائیں کہ اُن کے قلوب واذہان میں اسلام کے بنیادی عقائد راسخ ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسولِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم کی ختم نبوت، دیگر آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر مکمل یقین رکھیں۔ آخرت میں کامیابی کے لیے اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ روزمرہ کے کاموں اور معاملات میں سادگی، میانہ روی، رواداری اور صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں تاکہ ہمارے معاشرے میں امن، سکون اور خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ طلبہ اس قابل ہوجائیں کہ وہ نصاب میں تجویز کردہ قرآن وحدیث کے تراجم کو سمجھ لیں اور عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہوں۔ طلبہ کے دل و دماغ میں یہ بات سما جائے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا راز صرف اور صرف نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت اور اتباع میں مضمر ہے۔ وہ اس بات کو نہ صرف اپنے لیے وجہِ افتخار سمجھیں بلکہ روزمرہ زندگی میں اپنے قول اور عمل سے اس کا واضح اظہار بھی کریں۔

ادارہ

فہرست عنوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

باب اوّل

اَلۡقُرۡاٰنُ الۡکَرِیۡمِ

(الف) ناظرہ قرآن پارہ نمبر 7 تا 12 (چھے پارے)

(1) وَاِذَا سَمِعُوۡا (2) وَلَوۡ اَنَّنَا (3) قَالَ الۡمَلَاُ

(4) وَاعۡلَمُوۡا (5) یَعۡتَذِرُوۡنَ (6) وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ

نوٹ:

مُعلّم / مُعلّمہ پر لازم ہے کہ وہ طلبا و طالبات کو حصۂ ناظرہ قرآن مجید سے باقاعدگی سے پڑھائیں اور حصۂ حفظ کو اسی کتاب سے حفظ کرائیں۔ اس حصّے میں سے دورانِ سال امتحان لیا جائے اور جب سالانہ امتحان منعقد ہوں تو اس حصّے میں سے زبانی امتحان لیا جائے۔ اس حصّے کے کل چالیس (40) فیصد نمبر مقرر کیے گئے ہیں۔

رزلٹ شیٹ میں اس حصّے کے حاصل کردہ نمبر علیحدہ سے درج کیے جائیں۔ اسلامیات کے مضمون میں کامیاب ہونے کے لیے اس حصّے میں کامیابی لازمی قرار دی گئی ہے۔

(ب) حفظِ قرآن

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

سُوْرَةُ التِّیْنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸﴾

سُوْرَةُ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

(ج) حفظ و ترجمہ

(الف) رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ؕ﴿۲۵۰﴾

(سورۃ البقرہ: 250)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکرِ) کفار پر فتح یاب کر۔

(ب) رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٚ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾

(سورۃ الاعراف: 23)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔

(ج) رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۰﴾

(سورۃ الحشر: 10)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (حسد) نہ پیدا ہونے دے، اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

باب دوم

ایمانیات اور عبادات
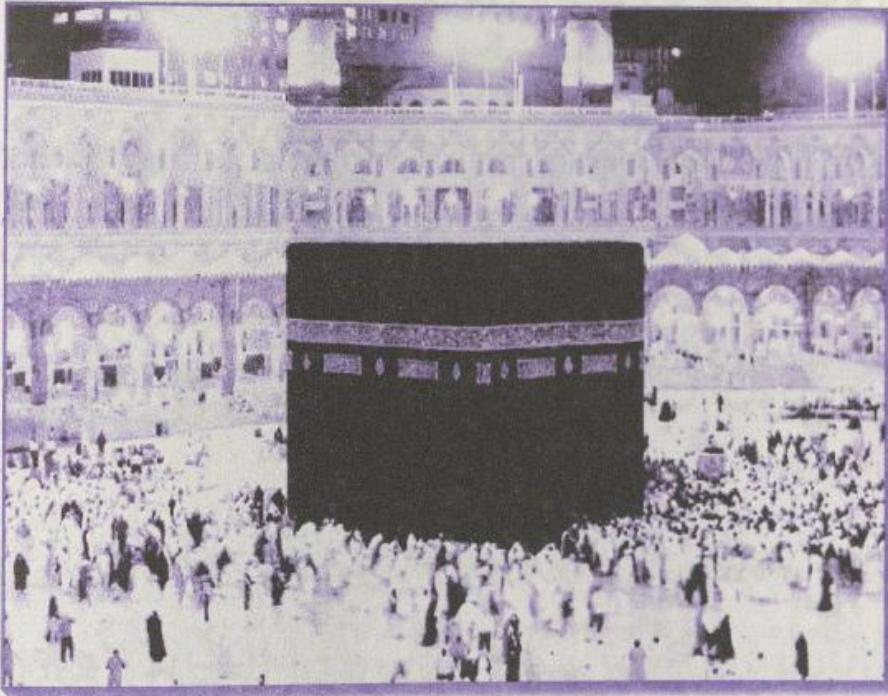
(الف) ایمانیات

اللہ تعالیٰ پر ایمان

اسلام کے بنیادی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے یعنی اس بات پر پختہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس نے سارے جہان کو پیدا فرمایا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

توحید: معنی اور مفہوم

توحید کے لفظی معنی ہیں ایک ماننا، یکتا جاننا۔ اسلام میں اس سے مراد ہے کہ اس دنیا کے پیدا کرنے والے اور اس کے پروردگار کو ایک ماننا اور اسی کو عبادت کے لائق سمجھنا۔ اسلام میں جس عقیدے کی سب سے زیادہ اہمیت ہے اور جو ایمان کی بنیاد ہے وہ عقیدۂ توحید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے جتنے بھی انبیاء کرام علیھم السّلام بھیجے اُن سب کی بعثت کا بنیادی مقصد اسی عقیدے کی تعلیم دینا تھا۔ یوں تو قرآنِ کریم میں بار بار عقیدۂ توحید کا ذکر آیا ہے مگر اس کا بڑا واضح ذکر قرآنِ کریم کی سورۂ اخلاص میں موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے توحید کی تمام بنیادی باتیں بیان فرمائی ہیں یعنی اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

اگر ہم اس کائنات پر غور کریں تو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نظر آتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج اپنے وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ چاند اور ستارے بھی اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہیں۔ موسم اپنے اپنے وقتِ مقررہ پر تبدیل ہوتے ہیں۔ یہ تمام باتیں اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ دنیا کا پورا نظام ایک منظم طریقے سے جاری و ساری ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کائنات کو چلانے والی صرف اور صرف ایک ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہوتا تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہوجاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ج (سورۃ الانبیاء:22)

ترجمہ: اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہوجاتے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات میں جس طرح کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا شرک اور گناہِ عظیم ہے اسی طرح اُس کی صِفات میں بھی اُس کا کوئی ثانی یا اُس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ وہ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے۔ وہی رزّاق ہے، وہی رحیم ہے، وہی ستار ہے، وہی غفار ہے۔ عزّت اور ذلّت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے، وہ جو چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے کرتا ہے، نہ اُسے کوئی مددگار چاہیے نہ ہی اُسے کسی کے مشورے کی ضرورت ہے۔

توحید کے تقاضے

توحید کے تقاضوں میں سب سے اہم تقاضا یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو دل کی گہرائیوں سے ساری کائنات کا خالق و مالک تسلیم کیا جائے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (سورۃ الانعام: 102)

ترجمہ: اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں، (وہی) ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت صرف اِسی دنیا تک محدود نہیں، بلکہ وہ روزِ جزا کا بھی مالک ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (سورۃ الفاتحہ: 3)

ترجمہ: مالک ہے یومِ جزا کا۔

توحید کا یہ بھی تقاضا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی مکمل بھروسا کیا جائے۔ تمام مشکلات اور مصائب میں اُسی کو مدد کے لیے پکارا جائے کیوں کہ حقیقی مشکل کُشا اور حاجت روا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کے تمام تر اختیارات صرف اُسی کے پاس ہیں۔

توحید کے اثرات

بندہ جب یہ تسلیم کرلیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام قوتوں کا مالک و خالق ہے تو اُس کا سر صرف خالق ہی کے آگے جھکتا ہے، مخلوق کے آگے نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ ہی کو سب سے بڑا سہارا اور مددگار جان کر ہر دُکھ اور مصیبت میں اُسی کو پکارتا ہے۔

عقیدۂ توحید سے بندے میں جرأت، ہمّت، بہادری، توکل اور یقین جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

2۔ توحید کے اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

3۔ توحید کے انسانی زندگی پر کیا اثرات ہیں؟

4۔ توحید کے کیا تقاضے ہیں؟

5۔ تمام تر اختیارات کس کے پاس ہیں؟

6۔ تمام مشکلات اور مصائب میں کس کو پکارا جاتا ہے؟

7- خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا ______________ کرنے والا ہے۔

(ب) حقیقی مشکل کشا اور حاجت روا صرف اور صرف ______________ ہی ہے۔

(ج) اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور ______________ ہوتے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

8- نیچے دیے گئے کالموں کو اس طرح ملائیں کہ مکمل جملے بن جائیں۔

(الف) اللہ تعالیٰ یوم جزا	صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
(ب) عقیدۂ توحید کا واضح ذکر	ثانی نہیں۔
(ج) کائنات کو چلانے والا	کا مالک ہے۔
(د) عقیدۂ توحید پر پکا ایمان رکھنے والا	سورۂ اخلاص میں ہے۔
(ہ) اللہ تعالیٰ کا کوئی	بہادر اور دنیا کی ہر چیز سے بے خوف ہو جاتا ہے۔

(ب) عبادات

اَذان

اذان کے لغوی معنی اعلان کرنا یا بلانا ہے۔ اسلام میں اذان ان مخصوص کلمات و الفاظ کو کہا جاتا ہے جن کے ذریعے دن اور رات میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں بلایا جاتا ہے۔

اذان کے ذریعے نماز کے لیے بلانے کا جتنا جامع انداز اسلام نے پیش کیا ہے آج تک کوئی مذہب ایسا طریقہ پیش نہیں کرسکا۔

بعض اوقات انسان اپنی مصروفیات کے باعث نماز سے غافل ہو جاتا ہے، اس لیے پانچ مرتبہ اذان دے کر اُسے نماز کی ادائیگی کا احساس دلایا جاتا ہے۔ اذان کے الفاظ میں سب سے پہلے اللّٰہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی جاتی ہے۔اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے۔ پھر نماز کے لیے بلایا جاتا ہے۔ کامیابی اور فلاح کے حصول کے لیے پکارا جاتا ہے۔ پھر دوبارہ اللّٰہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی بیان کی جاتی ہے۔ جو شخص اذان دیتا ہے اُسے مؤذن کہتے ہیں۔ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن حضرت بلال حبشی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اذان کی ابتدا

اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان کھلے عام نماز ادا نہیں کرسکتے تھے، لیکن جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی گئی تو مسلمانوں کو کھلے عام نماز ادا کرنے کا موقع ملا۔ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہونا شروع ہوگیا اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کو مقررہ اوقات میں نماز کے لیے بلانے کا کوئی خاص طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس سلسلے میں جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا تو انھوں نے اپنی اپنی تجاویز پیش کیں۔ بعض صحابۂ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں اذان کا طریقہ سکھایا گیا۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ وحی نے تم پر سبقت کی ہے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے وحی کے مطابق موجودہ طریقہ رائج کر دیا اور حضرت بلال رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو اذان دینے کے لیے منتخب فرمایا۔
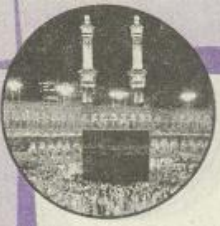
اَذان کے فضائل

احادیث میں اذان اور مؤذن کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ مؤذن کے لیے اجر و ثواب کی خوش خبری سنائی گئی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر اذان دینے کے ثواب کا اندازہ کسی کو ہوجائے تو ہر شخص اذان کے لیے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ جتنے لوگ بھی اذان سنتے وقت مؤذن کے ساتھ اذان کے کلمات دہراتے ہیں تو ان کو بھی مؤذن کے برابر ثواب ملتا ہے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی ہے۔

ترجمہ: مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے روز لوگوں میں بلند ہوں گی۔

ایک دوسری حدیث میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: جو شخص ثواب کی نیت سے سات برس تک اذان دیتا ہے اُس کے لیے جہنم کی آگ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

اَذان کی اہمیت اور فائدے

مؤذن پر شریعت کے اعتبار سے اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس لیے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو امین قرار دیا ہے اور اُس کے لیے مغفرت کی دُعا فرمائی ہے۔

اذان معاشرے میں اتّحاد و اتفاق قائم کرنے اور انسان کی زندگی میں نظم و ضبط لانے کا اہم ذریعہ ہے۔ مؤذّن کی آواز پر تمام مسلمان مسجد کا رُخ کرتے ہیں۔ خواتین گھروں کے اندر نماز پڑھنے کا اہتمام کرتی ہیں۔ گویا پورا معاشرہ ایک وقت میں نظم و ضبط کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوجاتا ہے جو اتّحاد کی علامت ہے۔ اسلام میں بچّے کی پیدائش کے بعد اُس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا دنیا میں آنے کے بعد پہلا پیغام بچّے کو یہی دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور بڑی عظمت والا ہے۔

1- اذان کے لغوی معنی کیا ہیں؟

2- اذان کی ابتدا کیسے ہوئی؟

3- اذان کی اہمیت بیان کیجیے۔

4- احادیث میں اذان کی کیا فضیلت بیان کی گئی ہے؟

5- خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) دن اور رات میں ________ مرتبہ اذان کہی جاتی ہے۔

(ب) اذان کے لیے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ________ سے مشورہ کیا۔

(ج) مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن لوگوں میں ________ ہوں گی۔

(د) جو شخص ثواب کی نیت سے اذان دیتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ سے ________ لکھی جاتی ہے۔

6- نیچے دیے گئے دو کالموں میں بے ترتیب فقرے دیے گئے ہیں انھیں ملا کر جملے مکمل کیجیے۔

(الف) اذان کے الفاظ میں سب سے پہلے	مسجد کا رخ کرتے ہیں۔
(ب) اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان	روز لوگوں میں بلند ہوں گی۔
(ج) احادیث میں اذان اور مؤذن کی	بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔
(د) مؤذن کی آواز پر تمام مسلمان	اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔
(ہ) مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے	کھلے عام نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔

نماز

اسلامی عبادات میں جس عبادت کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ صلوٰۃ یعنی نماز ہے۔ نماز تمام عبادتوں میں سب سے افضل عبادت ہے۔ یہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دی گئی ہے۔

نماز کی اہمیت

نماز قربِ الٰہی کا بڑا ذریعہ ہے۔ نماز کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرتا ہے اور اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ سجدے کے ذریعے اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔
نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کی ادائیگی کا قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ تذکرہ کیا ہے۔ نماز کی اہمیت یوں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ نماز نہ پڑھنے والا مسلمان کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾ (سورۃ الروم: 31)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

حضورِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے بھی نماز کی اہمیت کئی احادیث میں بیان فرمائی ہے۔
آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرا دیا اُس نے دین کو گرا دیا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

اَوَّلُ مَاسُئِلَ سُئِلَ عَنِ الصَّلٰوةِ

ترجمہ: روزِ قیامت سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا۔

نماز کے فوائد

1۔ نماز کے ذریعے انسان کو دلی سکون حاصل ہوتا ہے۔

2۔ نماز انسان کو برائیوں سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِؕ (سورۃ العنکبوت: 45)

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے۔

3۔ نماز نیکیوں کی طرف آمادہ کرتی ہے۔

4۔ نماز وقت کی پابندی اور قانون کا احترام سکھاتی ہے۔

5۔ نماز امیر اور غریب کا فرق مٹاتی ہے اور اسلامی مُساوات کا درس دیتی ہے۔

6۔ نماز رب کے ساتھ انسان کا تعلق مضبوط کرتی ہے۔

7۔ نماز رنگ، نسل، زبان، دولت کی اونچ نیچ کا فرق ختم کر کے ایک باپ یعنی آدم علیہ السّلام کی اولاد ہونے کا احساس دلاتی ہے۔

8۔ نماز آپس میں محبت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔

9۔ نماز پڑھنے والا ہمیشہ پاک وصاف رہتا ہے جس سے وہ جسمانی و روحانی طور پر صحت مند رہتا ہے۔

شرائطِ نماز

نماز کی شرائط سے مراد وہ اعمال ہیں جن کا ادا کرنا نماز سے قبل ضروری ہوتا ہے اور ان کو پورا کیے بغیر نماز درست نہیں ہوتی وہ شرائط یہ ہیں۔

(1) پاک ہونا، اس میں بدن کی پاکی، کپڑوں کی پاکی اور جگہ کی پاکی شامل ہے۔

(2) جسم کا شریعت کے مطابق ڈھکا ہونا۔

(3) نیت یعنی نماز کی نیت کرنا۔

(4) قبلہ رُخ ہونا۔

(5) نماز کا وقت ہونا۔

(6) نماز تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر شروع کرنا۔

فرائضِ نماز

نماز کے سات فرائض ہیں ۔ ان میں سے اگر ایک بھی دورانِ نماز سہواً رہ جائے یا عمداً نہ کیا جائے تو نماز نہیں ہوتی۔

(1) تکبیر تحریمہ کہنا (2) قیام کرنا (3) قرأت کرنا (4) رکوع کرنا

(5) سجدہ کرنا (6) جلسہ کرنا (7) سلام پھیرنا یا پڑھنا

1۔ نماز کے لیے قرآنِ پاک میں کون سا لفظ استعمال ہوا ہے؟

2۔ نماز کے فوائد کیا کیا ہیں؟

3۔ نماز کے کتنے فرائض ہیں؟

4۔ نماز کی شرائط کون سی ہیں؟

5۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) اسلامی عبادات میں سب سے زیادہ اہمیت ____________ کی ہے۔

(ب) نماز دین کا ____________ ہے۔

(ج) نماز آخرت میں ____________ کا سبب بنے گی۔

(د) دِن رات میں ____________ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔

6۔ نیچے دیے گئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) ''قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا۔'' یہ الفاظ کس کے ہیں؟ (حدیث/قرآن مجید)

(ب) نماز کی کتنی شرائط ہیں؟ (آٹھ/چھے)

(ج) ''قیام'' کسے کہتے ہیں؟ (نماز میں جھکنے کو/نماز میں کھڑے ہونے کو)

(د) ''سجدہ'' کی نماز میں کیا حیثیت ہے؟ (شرط کی/فرض کی)

7۔ مناسب جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) قیامت کے دن سب سے پہلا سوال کس کے بارے میں ہوگا؟

(1) نماز کے بارے میں (2) روزے کے بارے میں (3) حج کے بارے میں

(ب) قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ کس عبادت کا تذکرہ ہوا ہے؟

(1) جہاد (2) زکوٰة (3) نماز

(ج) درج ذیل میں سے نماز کی شرط کون سی ہے؟

(1) سجدہ کرنا (2) نیت کرنا (3) سلام پھیرنا یا پڑھنا

عملی کام: اساتذہ کرام عملی طور پر نماز سکھائیں۔

نمازِ جنازہ

موت کا ایک دن مقرر ہے۔ اس دنیا میں ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ العنکبوت: 57)

ترجمہ: ہر متنفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔

مسلمان جب وفات پا جاتا ہے تو اُسے دنیا سے رُخصت کرنے کے لیے اسلام نے ایک باوقار طریقہ سکھایا ہے جو ہمدردی اور احترامِ انسانیت کو ظاہر کرتا ہے۔ میّت کو غسل دے کر کفن پہنایا جاتا ہے اور دفنانے سے پہلے مسلمان باجماعت نماز جنازہ پڑھتے ہیں جس میں اس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرنے والے مسلمان کی نمازِ جنازہ کا اہتمام کریں۔ نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر علاقے کے کچھ لوگ نمازِ جنازہ ادا کردیں تو سب کی طرف سے فرض پورا ہوجاتا ہے اور اگر کوئی بھی یہ فرض ادا نہ کرے تو اُس علاقے کے تمام لوگ گناہ گار ہوں گے۔

ادائیگی

نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لیے علاقے کے مسلمان کسی کھلی جگہ یا میدان میں جمع ہوکر صفیں بناتے ہیں۔ باقاعدہ جماعت کی صورت میں امام کے پیچھے قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ میّت امام صاحب کے سامنے رکھی جاتی ہے۔ امام اللہ اکبر کہہ کرنمازِ جنازہ شروع کرتا ہے تو لوگ امام کی اقتداء میں تکبیر کہہ کرنمازِ جنازہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ نمازِ جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جاتی ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ پر درود بھیجا جاتا ہے آخر میں میّت کی مغفرت کے لیے دعا پڑھی جاتی ہے۔

نمازِ جنازہ کی اہمیت

نمازِ جنازہ نہ صرف مذہبی ضرورت ہے بلکہ یہ معاشرتی تقاضا بھی ہے اس لیے کہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک نہ ایک دن اس دنیا سے جانا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو کر

اسے عزت و احترام کے ساتھ اس دنیا سے رخصت کیا جائے۔ نمازِ جنازہ کی اہمیت یہ ہے۔

1- جب کوئی بندہ نمازِ جنازہ میں شریک ہوتا ہے تو اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور اسے بھی کسی نہ کسی دن یہاں سے رخصت ہونا ہے لہٰذا وہ اپنے اعمال کی درستگی کی طرف توجہ دیتا ہے۔

2- نماز جنازہ انسان کو آخرت کی فکر میں نیک عمل کرنے کے لیے آمادہ کرتی ہے اور دنیا کی بے ثباتی کا احساس دلاتی ہے۔

3- نمازِ جنازہ انسانوں میں بھائی چارہ اور ہمدردی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے اور یہ احساس اُجاگر کرتی ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہونا چاہیے۔

4- نمازِ جنازہ ہمیں صبر و تحمل، مساوات اور نظم و ضبط کا بھی درس دیتی ہے۔ تمام مسلمان ایک امام کی پیروی میں کھڑے ہو کر غریب و امیر کے فرق کے بغیر یک جہتی کا اظہار کرتے ہیں۔

5- نماز جنازہ میں شریک ہونا ثواب کا کام ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت کے ساتھ شریک ہوا اور نماز جنازہ پڑھی اور دفن تک اس کے ساتھ رہا، تو ثواب کے دو قیراط (حصے) اس کو ملیں گے، ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہو گا۔ اگر وہ شخص دفن سے پہلے واپس ہوا تو اس کو ثواب کا ایک قیراط ملے گا۔

نمازِ جنازہ میں شریک ہونا اس وجہ سے بھی اہم ہے کہ شریک ہونے والے لوگ میّت کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں، جو اس کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ کسی بھی میّت پر مسلمانوں میں سے ایک سو لوگ شریک ہو کر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں تو ان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش قبول ہو جاتی ہے۔

1۔ نمازِ جنازہ سے کیا مراد ہے؟

2۔ ”نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے“۔ اس سے کیا مراد ہے؟

3۔ نمازِ جنازہ کی ادائیگی کس طرح کی جاتی ہے؟

4۔ نمازِ جنازہ کی کیا اہمیت ہے۔

5۔ نمازِ جنازہ پڑھنے کا ثواب احادیث کی روشنی میں کیا ہے؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) موت کا ایک دن مقرر ہے ہر ذی روح کو ________ کا مزہ چکھنا ہے۔

(ب) نمازِ جنازہ میں میّت امام کے ________ رکھی جاتی ہے۔

(ج) مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرنے والے مسلمان کی ________ کا اہتمام کریں۔

(د) نمازِ جنازہ انسانوں میں ________ پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

(ہ) میّت کو غسل دے کر ________ پہنایا جاتا ہے۔

7۔ نیچے دیے گئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) نمازِ جنازہ کس صورت میں پڑھی جاتی ہے؟ (جماعت کی شکل میں/ علیحدہ علیحدہ ہو کر)

(ب) نمازِ جنازہ کی کیا حیثیت ہے؟ (فرض عین/ فرض کفایہ)

(ج) نمازِ جنازہ میں پہلے کیا پڑھا جاتا ہے؟ (دورد شریف/ حمد وثنا)

(د) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد کے مطابق ہر قیراط کس پہاڑ کے برابر ہے؟ (طور/ احد)

(ہ) میّت کو کب کفن پہنایا جاتا ہے؟ (غسل کے بعد/ غسل سے پہلے)

حج
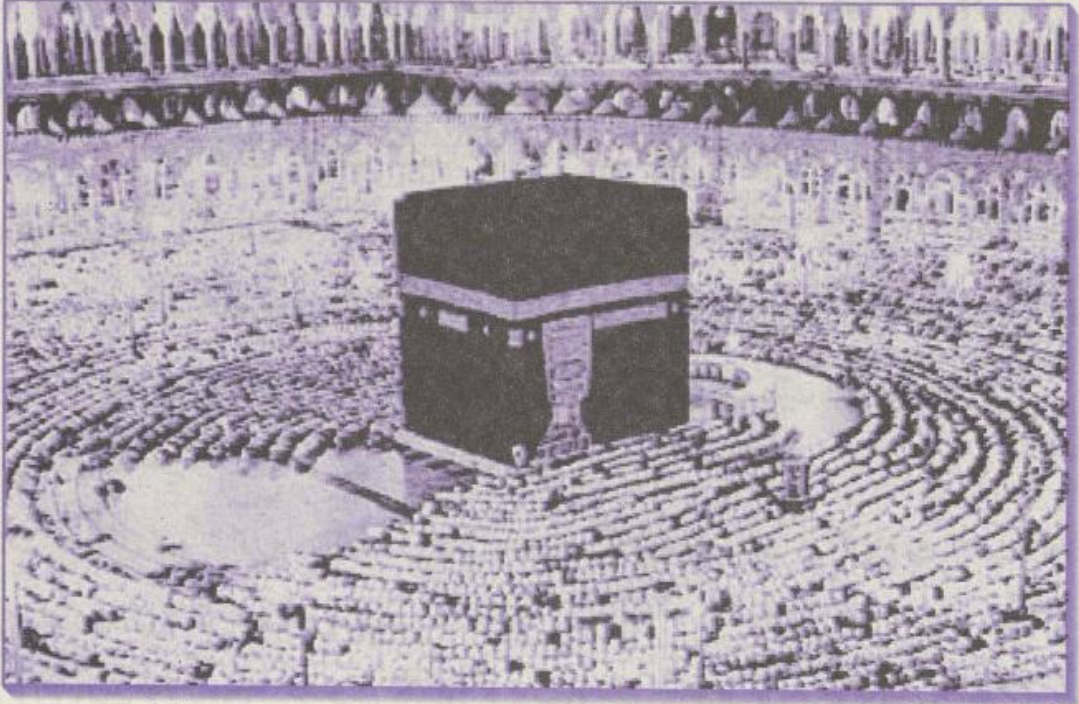
حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے۔ حج کے لغوی معنی ارادہ کرنے کے ہیں۔ اسلام میں حج ایک ایسی عبادت کا نام ہے جس میں بیت اللہ کی زیارت کی جاتی ہے اور مقررہ احکام ادا کیے جاتے ہیں۔ حج 9 ہجری میں مسلمانوں پر فرض ہوا۔ زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر فرض ہے اور اس کے لیے چند شرائط ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حج فرض ہونے کے بعد ایک مرتبہ حج ادا فرمایا۔

حج کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حج کی فرضیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران:97)

ترجمہ: اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اُس گھر (خانہ کعبہ) تک جانے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اہلِ عالم سے بے نیاز ہے۔

حج کی اہمیت

حج حضرت ابراہیم علیہ السّلام، حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السّلام جیسی عظیم ہستیوں کی بے مثال قربانیوں کی یادگار ہے۔

حج ایک مکمل اور جامع عبادت ہے۔ حج کا سب سے بڑا فائدہ گناہوں کی بخشش ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو کوئی صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حج کرتا ہے اور دورانِ حج گناہوں سے دور رہتا ہے، وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر لوٹتا ہے گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مزید ارشاد فرمایا:

ترجمہ: حج اور عمرہ گناہوں اور تنگ دستی کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کا میل دور کرتی ہے۔

حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب حج ادا کرنے والے کی صحت ٹھیک ہو یعنی دوران سفر تکالیف برداشت کرسکتا ہو، سفر کے اخراجات بہ آسانی اُٹھا سکتا ہو اور اپنے اہلِ خانہ کے کھانے پینے کا معقول بندوبست کرسکتا ہو۔

حج ادا کرتے ہوئے حاجی حج کے مختلف مناسک (احکام) ادا کرتا ہے۔ احرام باندھنا، تلبیہ کہنا، طواف کرنا، صَفا اور مَروَہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنا، میدان عرفات میں قیام کرنا ور مزدلفہ میں رات گزارنا، جانور کی قربانی کرنا اور مقامِ منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنا یہ سب حج کے مناسک ہیں۔

حج کے فائدے

دیگر ارکانِ اسلام کی طرح حج کے بھی متعدد معاشرتی، معاشی اور اخلاقی فائدے ہیں۔ حج کا اصل اور سب سے بڑا فائدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قربِ خداوندی ہے۔

حاجی حضرات گناہوں سے پاکیزگی کے بعد اپنے ساتھ ایمان اور تقویٰ کی دولت لے کر آتے ہیں جو معاشرے کی پاکیزگی کا سبب بنتی ہے۔

حج کا عظیم الشان اجتماع مسلمانوں کی شان وشوکت اور اجتماعیت کا اظہار ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے مسلمان رنگ، نسل، قوم اور وطن کے امتیازات سے بالاتر ہو کر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی صدا لگاتے ہیں۔

حج کی ادائیگی کا ایک اہم فائدہ تجارتی اور اقتصادی نوعیت کا بھی ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے حجاج کرام خرید و فروخت کے ذریعے باہمی تجارت کو فروغ دیتے ہیں جس سے متعدد معاشی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

الغرض حج اپنے اندر بہت سی اخلاقی، روحانی اور معاشی فوائد لیے ہوئے ہے۔

مشق

1۔ حج کے معنی اور مفہوم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ حج کی فرضیت کے لیے قرآنی آیت کا کیا مفہوم ہے؟

3۔ فرضیتِ حج کی کیا شرائط ہیں؟

4۔ حج کے مَناسک کون کون سے ہیں؟

5۔ حج کی کیا اہمیت ہے؟

6۔ حج کے فوائد کون کون سے ہیں؟

7۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) حج کے لغوی معنی ____________ کرنے کے ہیں۔

(ب) حج کا سب سے بڑا فائدہ ____________ کا قرب اور خوشنودی ہے۔

(ج) حج ادا کرتے وقت حاجی، حج کے مختلف ____________ ادا کرتا ہے۔

(د) حاجی کے پچھلے سارے ____________ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

8- نیچے دیے ہوئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) حج کس سن ہجری میں فرض ہوا؟

(1) ۹ ہجری (2) ۱۰ ہجری (3) ۱۱ ہجری

(ب) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کتنی بار حج کیا؟

(1) ایک بار (2) دو بار (3) تین بار

(ج) ''صفا'' کس چیز کا نام ہے؟

(1) میدان (2) پہاڑ (3) چشمہ

(د) حج کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے

(1) اتحاد و یگانگت پیدا ہوتی ہے (2) صنعتی انقلاب آتا ہے (3) غربت ختم ہو جاتی ہے

سیرتِ طیّبہ

حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیّبہ

(غزوۂ خندق سے غزوۂ خیبر تک)

صُلحِ حُدیبیہ

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد تقریباً چھے سال تک مسلمان مکّہ مکرّمہ نہ جا سکے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں ہی تبلیغِ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اسلام پھیلتا گیا اور مسلمانوں کی تعداد میں خاطرخواہ اضافہ ہوگیا تو ٦ھ (سن چھے ہجری) میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خواب دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ زیارتِ کعبۃُ اللہ کے لیے تشریف لے گئے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے عمرہ ادا فرمایا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے جب یہ خواب سنا تو وہ خانۂ کعبہ کا طواف کرنے کے لیے تڑپ اُٹھے کیوں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو یقینِ کامل تھا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خواب سچا ہے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے چودہ سو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ہمراہ یکم ذی قعدہ سن ٦ ہجری کو مکّہ مکرّمہ کی جانب عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے ساتھی صرف عمرہ کی غرض سے جا رہے تھے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس تلوار کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ تھا اور تلوار بھی نیام کے اندر تھی۔ اس سفر میں اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھیں۔

ذُوالحُلیفہ کے مقام پر جو کہ اہلِ مدینہ کا میقات ہے (میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں احرام باندھا جاتا ہے) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اَجمعین نے احرام باندھے اور قربانی کے لیے جانور بھی ساتھ تھے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت بُسرُ بن سُفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکّہ مکرّمہ اور اہلِ مکّہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم عسفان کے مقام پر پہنچے تو حضرت بسر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر اطلاع دی کہ قریشِ مکّہ اپنے امراء اور لشکر کے ساتھ مکّہ مکرّمہ سے باہر جمع ہیں اور ان کا پختہ ارادہ ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عمرہ ادا کرنے سے روکیں گے اور اس کے لیے وہ جنگ کے لیے بھی تیار ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے اس نئی صورتِ حال کے پیشِ نظر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشورہ دیا کہ سفر جاری رکھا جائے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے معروف راستوں کو چھوڑ کر مکّہ مکرّمہ کی جانب سفر جاری رکھا اور مکّہ مکرّمہ سے تقریباً ۹ (نو) میل کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

صلح کے لیے کوششیں

قریشِ مکّہ اور حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان متعدد وفود کا تبادلہ ہوا اور یہ یقین دلایا گیا کہ مسلمان صرف عمرہ کے لیے آئے ہیں اور کسی قسم کی جنگ نہیں چاہتے مگر قریشِ مکّہ نہ مانے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے کفارِ مکّہ کی تسلی کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیرِ خاص بنا کر کفّارِ مکّہ کے پاس بھیجا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفّارِ مکّہ کو بھرپور تسلی دی کہ ہم لوگ صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ عمرہ کے بعد ہم تمام واپس چلے جائیں گے۔

بیعتِ رضوان

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیام مکّہ مکرّمہ میں کچھ طویل ہوگیا اور یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے جس سے مسلمان بے چین ہوگئے۔ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ ہم یہاں سے اُس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک کہ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت کا بدلہ نہ لے لیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک ایک کر کے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک پر اپنی جانیں قربان کرنے کی بیعت کرتے رہے۔

قرآنِ کریم کی سورۂ فتح میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: (اے نبی) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ اُن سے خوش ہوا۔ اور جو (صدق و خلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ ان سے معلوم کرلیا تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انھیں جلد فتح عنایت کی۔

اس بیعت کو"بیعتِ رضوان" کہتے ہیں۔ کفار مکّہ کو جیسے ہی اس بیعت کا علم ہوا وہ صلح کرنے پر رضامند ہوگئے اور"سہیل بن عمرؓ" کو مذاکرات کرنے کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حُدَیبیہ بھیج دیا۔ کافی بحث کے بعد کفارِ مکّہ اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا اور فریقین نے اس معاہدے پر دستخط کیے۔

صُلح حُدَیبیہ کی شرائط

1۔ دونوں فریقوں کے درمیان دس سال تک کسی بھی قسم کی کوئی جنگ نہیں ہوگی۔

2۔ مسلمان اس سال زیارتِ کعبہ اور عمرہ ادا کیے بغیر واپس مدینہ منورہ چلے جائیں گے اور آئندہ سال وہ عمرہ ادا کرنے آئیں گے۔ تین دن سے زیادہ انھیں قیام کی اجازت نہیں ہوگی۔ صرف تلواریں اپنے ساتھ لائیں گے اور وہ بھی نیاموں کے اندر ہوں گی۔

3۔ دیگر عرب قبائل مکمل طور پر خودمختار ہوں گے اور دونوں فریقوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں شامل ہوسکتے ہیں۔

4۔ کفارِ مکّہ کے بھاگے ہوئے آدمی کو مسلمان واپس کرنے کے پابند ہوں گے لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی بھاگ کر مکّہ آئے گا تو مسلمان اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکیں گے۔

5۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے تجارتی قافلوں پر حملہ نہیں کریں گے۔

فتحِ مبین

بظاہر صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط مسلمانوں کے حق میں نہیں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو سورۂ فتح میں ان الفاظ سے فتح مبین یعنی کھلی فتح قرار دیا۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ (سورۃ فتح:1)

ترجمہ: بے شک (اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) ہم نے تم کو فتح دی، واضح فتح۔

معاہدۂ حُدَیبیہ کی وجہ سے کفارِ مکّہ نے مسلمانوں کی مساوی حیثیت کو تسلیم کرلیا۔ مسلمان تاجروں کا مکّہ مکرمہ آنا جانا شروع ہوگیا۔ مسلمان کفارِ مکّہ کی طرف سے دس سال کے لیے بے فکر ہوگئے اس طرح تبلیغِ اسلام کا بہتر موقع مل گیا اور قبائل کے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوگئے۔

1۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہجرت کے چھٹے سال کیا اعلان کیا؟

2۔ بیعتِ رضوان کیوں کی گئی؟

3۔ صُلح حدیبیہ کی شرائط کیا تھیں؟

4۔ بیعتِ رضوان کس بیعت کا نام ہے؟

5۔ صُلح حدیبیہ کو فتح مبین کیوں قرار دیا گیا؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) بیعتِ رضوان ____________ کے نیچے بیٹھ کر ہوئی۔

(ب) مکّہ مکرمہ روانگی کے وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ____________ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔

(ج) کفارِ مکّہ نے ____________ کو صُلح کرنے کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حدیبیہ بھیجا۔

(د) اللہ تعالیٰ نے صُلح حدیبیہ کو ____________ قرار دیا۔

(ہ) صُلح حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے ____________ تھیں۔

(و) صُلح حدیبیہ کی رو سے دونوں فریق ____________ تک جنگ نہ کرنے کے پابند تھے۔

7۔ نیچے دیے گئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کس سن ہجری میں زیارتِ کعبہ کے لیے اعلان فرمایا؟

(1) 5 ہجری میں (2) 6 ہجری میں (3) 7 ہجری میں

(ب) حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کس غرض سے مکّہ مکرمہ جارہے تھے؟

(1) زیارت اور طوافِ کعبہ کے لیے (2) کفارِ مکّہ سے لڑنے کے لیے

(3) رشتے داروں سے ملنے کے لیے

(ج) صُلح حدیبیہ میں کتنی مدت کے لیے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہوا؟

(1) پانچ سال کے لیے (2) دس سال کے لیے (3) آٹھ سال کے لیے

(د) مشرکین نے صُلح کی غرض سے کس کو حدیبیہ بھیجا؟

(1) ابوسفیان بن حرب کو (2) سہیل بن عمرو کو (3) بدیل بن ورقاء کو

(ہ) صُلح حدیبیہ کی کچھ شرائط بظاہر کن کے خلاف تھیں؟

(1) مسلمانوں (2) قریش (3) یہود

فرماں رواؤں کو دعوتِ اسلام

چھٹی ہجری کے آخر میں حدیبیہ سے واپس مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اسلام کی دعوت عام کرنے کے لیے مختلف بادشاہوں کے نام خطوط بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کام کے لیے مختلف صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو بطورِ سفیر مقرر فرمایا اور اُس وقت کے حکمرانوں کو خطوط کے ذریعے اسلام کی دعوت دی۔

یہ خطوط جن حکمرانوں کو بھیجے گئے اُن میں سے چند ایک کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ شاہِ حبشہ نجاشی کے نام

حبشہ جسے آج کل ایتھوپیا کہا جاتا ہے، ایک افریقی ملک ہے۔ اُس وقت اِس ملک میں مختلف نسل کے لوگ آباد تھے جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ حبشہ کے حکمران کو نجاشی کہا جاتا تھا۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مشہور صحابی حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خط دے کر نجاشی کے دربار میں بھیجا۔

خط کا متن پڑھ کر نجاشی احتراماً کھڑا ہوگیا، نامۂ مبارک کو اپنی آنکھوں سے لگایا اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چچا زاد تھے اور اُن دنوں حبشہ میں تھے، سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا۔ نجاشی نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نبوّت کی گواہی دی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے خط کے جواب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو جوابی خط بھی تحریر کیا۔

2۔ شاہِ مصر مقوقس کے نام

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر اور خط دے کر شاہ مصر مقوقس کی طرف روانہ کیا۔ مقوقس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے خط مبارک کا احترام کیا اور جواب لکھا۔ اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے لیے کچھ تحائف بھیجے جن میں ایک سفید خچر، ایک

حبشی غلام، دو کنیزیں ماریہ اور سیرین تھیں۔ دونوں کنیزیں سگی بہنیں تھیں جن میں سے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ام المومنین بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔

3۔ حاکمِ غسان، الحارث ابن ابی شمر کے نام

غسان شام کا ایک نہایت طاقتور اور بہادر قبیلہ تھا لیکن ساتویں صدی عیسوی کے ابتدائی زمانے میں غسانی کمزور ہو گئے تھے۔ اب ان کی سرپرستی شہنشاہ ہرقل کرتا تھا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے آس پاس کے جن حکمرانوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ان میں ایک بادشاہ غسانی، الحارث ابن ابی شمر بھی تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط دے کر روانہ فرمایا۔ حارث غسانی نے جب یہ خط پڑھا تو غصے میں آ گیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خط مبارک پھینک دیا۔ حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس مدینہ منورہ آ کر سارا ماجرا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو سنایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

ترجمہ: حارث غسانی کا ملک ویران ہو گیا۔

جس دن مکہ فتح ہوا اس دن حارث غسانی کا انتقال ہوا۔

4۔ شہنشاہِ ایران کسریٰ کے نام

ایران ایک قدیم ملک ہے۔ اس کا پرانا نام فارس ہے۔ اس ملک کا حاکم کسریٰ کہلاتا تھا۔ ایران ایک عظیم فوجی قوت اور زبردست طاقت والا ملک تھا۔ اس وقت ایران کا بادشاہ خسرو پرویز تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا پیغام دے کر خسرو پرویز کے دربار میں بھیجا۔

کسریٰ کو خط پڑھ کر سنایا گیا۔ اس نے جب خط سنا تو نہایت غصّے کے عالم میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے خط مبارک کو پھاڑ دیا اور کہا "میری رعایا میں سے ہو کر مجھ کو یوں لکھتا ہے"۔ جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اس گستاخی کی خبر ملی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"خدا کرے اس کی سلطنت اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔"

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد درست ثابت ہوا۔ کسریٰ کے بیٹے "شیرویہ" نے بغاوت کرتے ہوئے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔

5۔ قیصرِ روم ہرقل کے نام

روم ایک یورپی ملک تھا، ایران کی طرح یہ بھی ایک عظیم قوت والا ملک تھا اور یہاں کے لوگ عیسائی تھے۔ روم کے حکمرانوں کو قیصر کہا جاتا تھا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم جس وقت اپنی دعوت عام فرما رہے تھے اُس وقت قیصرِ روم ''ہرقل'' تھا۔ ہرقل کے نام مکتوب پہنچانے کے لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نظرِ انتخاب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے انھیں اپنا سفیر مقرر فرمایا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ہدایت کے مطابق حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خط حاکم بصریٰ کے ذریعے ہرقل کو بھجوایا۔ ہرقل کو یہ خط اُس وقت موصول ہوا جب وہ بیت المقدس میں موجود تھا۔ اس نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا اور اسلام سے متعلق چند سوالات پوچھے۔ پھر حکم دیا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو جاننے والا کوئی عرب باشندہ یہاں پر موجود ہو تو اُسے بلایا جائے۔ اتفاق سے حضرت ابوسُفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) قریش کے ایک قافلے کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دربار میں لایا گیا۔ ہرقل نے اُن سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق کچھ باتیں دریافت کیں۔

حضرت ابوسُفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے ٹھیک جوابات دیے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کردار کی تعریف کی۔ قیصر نے کہا ''جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو بہت جلد میرے تخت پر اس کا قبضہ ہو جائے گا۔ مجھے یہ ایک خیال تو تھا کہ ایک رسول آنے والا ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا۔ اگر میں وہاں جا سکتا تو ان کے پاؤں دھوتا''۔

ہرقل نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سفیر کی بہت عزت کی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو تحائف بھیجے لیکن عوام کی ناراضگی اور حکومت چھن جانے کے خوف سے اُس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کیا۔

والیٔ یمامہ کے نام

جزیرۂ عرب کے وسط میں ایک چھوٹا سا علاقہ جسے یمامہ کہتے ہیں، کسریٰ ایران کے ماتحت تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں یمامہ کا والی ہوذہ حنفی تھا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سلیط بن قیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والیٔ یمامہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر روانہ فرمایا۔ انھوں نے بھرے دربار میں خط ہوذہ حنفی کو پیش کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پیغامِ توحید و رسالت کے متعلق بھرے دربار میں نہایت بلیغ خطبہ دیا۔

حاکمِ یمامہ نے سفیر کا احترام کیا۔ کچھ تحائف بھی روانہ کیے مگر دینِ اسلام کی دعوت قبول نہ کی۔

والیٔ بحرین کے نام

بحرین ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو جزیرۂ عرب میں واقع تھی۔ اس ریاست پر ''مناذرہ'' نامی حکمرانوں کی حکومت تھی اور یہ بھی کسریٰ ایران کے زیرِ نگین تھے۔ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں بحرین کا حکمران منذر بن ساوی تھا۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علاء الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر مقرر کیا۔ جب منذر نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خط مبارک پڑھا تو وہ بے حد متاثر ہوا اور اسلام قبول کر کے اپنی عاقبت سنوار لی۔

1۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کن کن حکمرانوں کو خط بھیجے؟
2۔ حبشہ کے حکمران کا کیا نام تھا اور اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سفیر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
3۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خط پڑھ کر والیٔ بحرین منذر کا کیا ردِ عمل تھا؟
4۔ خسرو پرویز کا انجام کیا ہوا؟
5۔ قیصرِ روم پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے خط کا کیا اثر ہوا؟
6۔ خط پا کر جو حکمران مُسلمان ہوئے اُن کے نام کیا تھے؟
7۔ شاہِ مصر مقوقس کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سفیر کے ساتھ کیسا رویہ تھا؟

8۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) نبوت کے __________ سال میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حکمرانوں کو خطوط لکھنے کا فیصلہ کیا۔

(ب) مصر پر __________ بادشاہ حکومت کرتا تھا۔

(ج) روم کی طرف حضرت __________ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔

(د) حارث غسّانی کے نام خط دے کر حضرت __________ کو روانہ فرمایا۔

(ہ) ہرقل کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خط __________ میں ملا۔

9۔ نیچے دو کالموں میں غیر ترتیب جملے دیے گئے ہیں ان کو ملا کر صحیح جملے مکمل کیجیے۔

(الف) حبشہ ایک	دین کی دعوت قبول نہ کی۔
(ب) ایران کا پرانا نام	عیسائی تھے۔
(ج) روم کے لوگ بھی	ہرقل تھا۔
(د) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں روم کا بادشاہ	افریقی ملک تھا۔
(ہ) خسرو پرویز نے	فارس تھا۔

10۔ نیچے دیے گئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) مقوقس کس ملک کا حکمران تھا؟

(1) عمان (2) شام (3) مصر

(ب) حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس ملک کی طرف بھیجا گیا؟

(1) روم (2) مصر (3) بحرین

(ج) حبشہ کا موجودہ نام کیا ہے؟

(1) ایران (2) ایتھوپیا (3) یمامہ

(د) خسرو پرویز کا کیا انجام ہوا؟

(1) بیٹے نے قتل کر دیا (2) بھائی نے مار دیا (3) وزیر نے زہر دے دیا

غزوۂ خیبر

خیبر نام کی بستی مدینے کے شمال میں تقریباً دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھی۔ سرسبز و شاداب اور وسیع سبزہ زار نخلستان پر مشتمل یہ علاقہ یہودی اکثریت کے لوگوں پر مشتمل تھا۔ یہود ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ جب یہودیوں کے قبیلے بنونضیر کو اسلام دشمنی کی وجہ سے مدینہ منورہ سے نکالا گیا تو اس نے بھی خیبر کے نزدیک سکونت اختیار کر لی۔

خیبر کے قریب ہی ایک اور قبیلہ بنوغطفان بھی آباد تھا۔ اسلام دشمنی میں یہ بھی یہودی عناصر کی سازشوں میں ان کا حلیف بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے یہ تمام دشمن آپس میں اتحاد کر کے ایک ہو گئے۔ ان کے پاس وافر مقدار میں سامانِ حرب، مضبوط قلعے اور کھانے پینے کے ذخیرے بھی تھے اور یوں یہ علاقہ اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا مرکز بن گیا تھا۔

جب یہودیوں کی سازشوں کا علم نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کو ہوا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے اپنے صحابی حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحقیق کی غرض سے خیبر بھیجا۔ انھوں نے نہایت رازداری اور خفیہ طریقے سے تمام معلومات اکٹھی کیں اور ان کی سازشوں کی تصدیق کی۔

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی خیبر روانگی

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے فیصلہ کیا کہ یہودیوں کی سازشوں کا قلع قمع کر دیا جائے۔ حدیبیہ سے واپسی پر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے صرف بیس دن مدینہ منورہ میں قیام کے بعد اعلان فرمایا کہ جو اصحاب آپ کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے وہ یہودِ خیبر کے خلاف جہاد میں شریک ہوں گے۔ محرم ۷ھ میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم بارہ سو (۱۲۰۰) پیدل اور دو سو (۲۰۰) سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

عبد اللہ بن اُبی جو کہ منافقوں کا سردار تھا اُس نے جاسوسی کرتے ہوئے یہودیوں کو کہلا بھیجا کہ محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم) تم سے جنگ کرنے آ رہے ہیں، نہ تو ان کی تعداد خاطر خواہ ہے اور نہ ہی ان کے

پاس وافر ہتھیار ہیں۔

اس غزوہ میں تقریباً دوسو (۲۰۰) مہاجرین حبشہ بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہوگئے۔ مسلمان فوج میں اُمّ المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تقریباً (۲۰) خواتین صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شریک تھیں۔ اسلامی لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر قبیلۂ بنو غطفان اور یہود کے درمیان واقع وادیٔ رجیع میں قیام پذیر ہوگیا تا کہ غطفان اہلِ یہود کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔ اس طرح نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حکمتِ عملی سے اہلِ یہود کو تازہ کمک کی فراہمی کا سلسلہ کاٹ دیا حالانکہ دس ہزار غطفانی یہود کی مدد کے لیے تیار بیٹھے تھے۔

خیبر پر حملہ

رات کے وقت اسلامی لشکر خیبر پہنچا۔ اس وقت اہلِ خیبر سو رہے تھے۔ صبح جب بیدار ہوئے تو ہر طرف مسلمانوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہوکر قلعوں میں پناہ گزیں ہوگئے۔ یہودیوں کے کل آٹھ قلعے تھے۔ ان قلعوں میں ایک قلعۂ ناعم بھی تھا جس میں اہلِ یہود نے سامانِ رسد جمع کر رکھا تھا۔ مسلمانوں نے پہلے اسی قلعے پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے قلعۂ ناعم بہ آسانی فتح ہوگیا۔ اس کے بعد چھوٹے بڑے قلعے فتح ہونا شروع ہوگئے۔

اہلِ یہود کا سب سے مضبوط قلعہ، قموص تھا۔ اس قلعے میں یہودیوں کے نامی گرامی سردار اور پہلوان موجود تھے۔ کئی مرتبہ اس قلعے پر مسلمانوں نے حملہ کیا مگر یہ قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ یہودیوں کا ایک پہلوان جسے مرحب کہا جاتا تھا، اس قلعے کی حفاظت کر رہا تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا۔ اُس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لعابِ دہن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں لگایا جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں شفایاب ہوگئیں اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پرچم دے کر مرحب کے مقابلے پر بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ہدایت کے مطابق پہلے مرحب کو اسلام کی دعوت دی جسے ٹھکرا کر وہ فخر و غرور کے ساتھ یہ شعر پڑھتا ہوا آگے بڑھا:

"خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار بند، بہادر اور تجربہ کار جب کہ کارزار گرم ہو۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرحب کے مقابلے میں یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے:

"میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، جنگل کے شیر کی طرح خوف ناک۔"

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی کہ مرحب وہیں ڈھیر ہوگیا۔ مرحب کے قتل ہوتے ہی یہودیوں کے حوصلے ٹوٹ گئے اور انھوں نے راہِ فرار اختیار کی۔

معرکۂ خیبر میں ترانوے (۹۳) یہودی ہلاک ہوئے جب کہ ان کے مقابلے میں صرف بیس (۲۰) مسلمان شہید ہوئے۔

غزوۂ خیبر میں بہت زیادہ مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ آدھا مالِ غنیمت مسلمانوں میں برابر تقسیم کردیا گیا اور آدھا سرکاری خزانے میں جمع ہوا۔ خیبر کی کچھ زمین نصف پیداوار کے عوض یہودی کاشت کاروں کو دی گئی۔ اُن زمینوں سے حاصل ہونے والی آمدن کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا جاتا تھا۔ اس غزوۂ خیبر کے بعد اسلام اور تیزی سے پھیلنے لگا۔

1۔ غزوۂ خیبر کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ بنو نضیر کو مدینہ سے کیوں نکالا گیا؟

3۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرحب کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

4۔ غزوۂ خیبر میں کامیابی کا مسلمانوں کو کیا فائدہ ہوا؟

5۔ مسلمانوں نے خیبر پر کیوں حملہ کیا؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) خیبر مدینے سے تقریباً ________ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(ب) غزوۂ خیبر میں سب سے پہلے قلعہ ________ پر حملہ کیا گیا۔

(ج) یہودیوں کا ________ قبیلہ مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا۔

(د) اہلِ یہود کا سب سے مضبوط قلعہ ________ تھا۔

(ہ) غزوۂ خیبر میں ________ یہودی ہلاک ہوئے۔

(و) مرحب کو ________ نے قتل کیا۔

7۔ نیچے دیے ہوئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) حدیبیہ سے واپسی پر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے کتنے دن مدینہ میں قیام فرمایا؟

(1) دس دن (2) پندرہ دن (3) بیس دن

(ب) منافقوں کے سردار کا کیا نام تھا؟

(1) عبداللہ بن اُبَیّ (2) مرحب (3) عتبہ

(ج) قلعہ قموص کو کس نے فتح کیا؟

(1) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (2) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (3) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے کس صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تحقیق کی غرض سے خیبر بھیجا؟

(1) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (2) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ہ) غزوۂ خیبر میں کتنے یہودی ہلاک ہوئے۔

(1) 73 (2) 83 (3) 93

(و) معرکۂ خیبر میں کتنے مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(1) 15 (2) 20 (3) 25

باب چہارم

اَخلاق و آداب

طہارت و پاکیزگی

اسلام کی بنیاد ہی اعلیٰ اخلاقی اقدار پر ہے، یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام میں صفائی اور پاکیزگی کو نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے اور اس کی اہمیت و افادیت پر زور دیا گیا ہے۔ لباس، جسم، گھر، محلّہ، اردگرد کا ماحول گندگی اور غلاظت سے پاک رکھنا یہ سب طہارت و پاکیزگی کا حصّہ ہیں۔

طہارت اور پاکیزگی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝١٠٨ (سورۃ التوبہ: 108)

ترجمہ: اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

یہ فطری بات ہے کہ صاف ستھرے ماحول اور پاک صاف انسان کو سب ہی پسند کرتے ہیں۔ طہارت اور پاکیزگی کو مدِنظر رکھا جائے تو ہم تندرست رہیں گے اور بہت سی بیماریوں سے محفوظ بھی۔ اسلام میں صفائی اور پاکیزگی کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِيْمَانِ ۝ ط

ترجمہ: صفائی ایمان میں سے ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: جمعہ کے روز غسل کر کے اور صاف لباس پہن کر مسجد میں داخل ہونا افضل ہے۔ سفید لباس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بہت پسند تھا کیوں کہ یہ پاکیزگی کی علامت ہوتا ہے۔ کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس کے کھانے سے بدبو آتی ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک اور موقع پر صفائی اور پاکیزگی کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ ہے۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ ۝ ط

ترجمہ: پاکیزگی ایمان کا حصّہ ہے۔

اسلام نے ہر شعبۂ زندگی میں رہنما اصول مرتب کیے ہیں اور بتایا ہے کہ اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو دین اور دنیا دونوں کے لیے فائدہ مند ہے۔

اسلام نے صفائی اور طہارت سے متعلق جو اصول وضع کیے ہیں اُن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1۔ ہمارا لباس پاک، صاف ستھرا اور سادہ ہو جو کہ ہمارے جسم کی زینت کا باعث بنے۔

2۔ اسلام نے منھ اور دانتوں کی صفائی پر زور دیا ہے۔ مسواک کی فضیلت اور فوائد پر کئی احادیث موجود ہیں۔

3۔ جسم اور لباس کی صفائی اور طہارت کا حکم کے ساتھ ساتھ باطنی اور ذہنی پاکیزگی پر بھی زور دیا گیا ہے۔ انسان کے پاکیزہ خیالات اُسے گندگی اور غلاظت سے دُور رکھتے ہیں۔ بُری صحبت اور بُرے ماحول میں بیٹھنے سے اُس کے خیالات اور عادات میں خراب باتیں شامل ہوجاتی ہیں۔

4۔ پاک صاف رہنے والا شخص تندرست رہتا ہے اور کئی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔

5۔ طہارت اور پاکیزگی کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی میں بھی خاطر خواہ کمی واقع ہوتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے خود بھی پاک صاف رہیں اور ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔
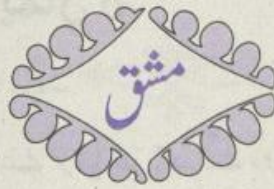
1۔ طہارت یعنی پاکیزگی سے کیا مراد ہے؟

2۔ اللّٰہ تعالیٰ نے پاک وصاف رہنے والوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

3۔ ذہنی اور جسمانی پاکیزگی پر اسلام نے کیوں زور دیا ہے؟

4۔ صاف ستھرا رہنے کے کیا فائدے ہیں؟

5۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے پاکیزگی کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے ____________ ہونا ضروری ہے۔

(ب) دین اسلام میں صفائی اور ____________ کو نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

(ج) پاک صاف رہنے والا ____________ رہتا ہے۔

(د) پاک صاف رہنا اللہ تعالیٰ کو بہت ____________ ہے۔

7۔ نیچے دیے ہوئے دو کالموں میں بے ترتیب فقرے دیے گئے ہیں۔ مناسب فقروں کو ملا کر جملے بنایئے۔

(الف) نماز بغیر پاکیزگی کے	پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
(ب) پاکیزگی	اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔
(ج) سفید لباس	آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بہت پسند تھا۔
(د) اللہ تعالیٰ	تندرست رہتا ہے۔
(ہ) پاک صاف رہنے والا انسان	قبول نہیں ہوتی۔

8۔ مناسب ترین جواب منتخب کیجیے۔

(الف) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کس رنگ کے کپڑے پسند فرماتے تھے؟

(1) سیاہ (2) سفید (3) سبز

(ب) کون سی چیز کھا کر مسجد میں نہیں جانا چاہیے؟

(1) کچا پیاز (2) کچا ٹماٹر (3) کچا آم

(ج) طہارت و پاکیزگی اپنانے سے انسان کس چیز سے بچ جاتا ہے؟

(1) گناہوں سے (2) بیماریوں سے (3) غربت سے

صداقت

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں جن انسانی فضائل کی تعریف بیان فرمائی ہے ان میں ایک صداقت یعنی سچائی بھی ہے۔ صداقت سے مراد ہے کہ ہمیشہ سچی بات کی جائے اور اسی طرح سے صحیح، سچی اور حق بات کی تصدیق بھی اسی انداز میں کی جائے۔

قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر صداقت پر قائم رہنے کی تلقین آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ (سورۃ الزمر: 33)

ترجمہ: اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔

صداقت انسانی خوبیوں میں سب سے اہم خوبی ہے۔ سچ بولنے والے کو صادق کہتے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہمیشہ سچ بولنے کی وجہ سے صادق کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ جس کا اعتراف آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بدترین مخالفین بھی کرتے تھے۔

اسلام بنیادی طور پر سچائی کا دین ہے۔ ایک حدیث میں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: مومن کے اندر تمام خرابیاں پائی جاسکتی ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام خرابیوں کے باوجود صحیح اور سچے مسلمان میں خیانت اور جھوٹ جیسی خرابیاں نہیں ہوسکتیں یعنی مومن نہ تو امانت میں خیانت کرتا ہے اور نہ ہی جھوٹ بولتا ہے بلکہ ہمیشہ صداقت کا دامن تھامے رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سچے لوگوں کا ساتھ دینے کا حکم دیا ہے۔

وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ (سورۃ التوبہ: 119)

ترجمہ: سچے لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) میرے اندر بہت سی بُرائیاں ہیں جن میں شراب پینا، چوری کرنا، بدکاری اور جھوٹ بولنا بھی شامل ہیں۔ میں کس طرح سے ان بُرائیوں اور خرابیوں سے چھٹکارا حاصل کرسکتا ہوں؟''

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ سچ بولو اور جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ صرف جھوٹ کی عادت چھوڑنے سے اُس شخص کی تمام بُری عادتیں جاتی رہیں۔

مسلمانوں کو ہر شعبۂ زندگی میں صداقت کو اختیار کرنا چاہیے۔ روزمرہ کی زندگی ہو یا تجارتی لین دین تمام معاملات میں سچائی سے کام لینا چاہیے۔ تجارت میں سچائی اپنانے سے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا ہے اور سچے تاجر کا اسلام میں بہت بڑا مقام اور درجہ بیان کیا گیا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَلتَّاجِرُ الْأَمِیْنُ الصَّدُوْقُ مَعَ الْاَنْبِیَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ٥

ترجمہ: ایمان دار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ ہوگا۔

ہمیں اپنے قول وفعل میں سچائی اور صداقت اپنانی چاہیے۔ وہی سچا مسلمان ہے اور وہی صادق کہلانے کا حق دار ہے جو حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سنتِ مبارکہ کو اپنے قول وفعل میں اپناتا رہے۔

1۔ صداقت سے کیا مراد ہے؟

2۔ سچائی تمام کامیابیوں کی جان ہے۔ وضاحت کیجیے۔

3۔ صداقت کے بارے میں قرآن مجید کی کسی ایک آیت کا ترجمہ لکھیے۔

4۔ صداقت کے بارے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

5۔ سچے تاجر کا دنیا و آخرت میں کیا مقام ہے؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ________ نہ بولا کرو۔

(ب) سچے لوگوں کے ________ ہوجاؤ۔

(ج) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا مومن کبھی ________ نہیں ہوسکتا۔

(د) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ________ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صداقت کی گواہی دیتے تھے۔

7۔ مناسب ترین جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) حدیث شریف کے مطابق کون کبھی مومن نہیں ہوسکتا۔

(1) گناہ گار (2) بزدل (3) جھوٹا

(ب) سچا تاجر قیامت کے روز کن لوگوں کے ساتھ ہوگا؟

(1) ولیوں (2) شہیدوں (3) انبیاء

(ج) اللہ تعالٰی نے کیسے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے؟

(1) بہادر لوگ (2) سچے لوگ (3) کامیاب لوگ

امانت

اسلام نے جن اعلیٰ صفات کی تعلیم دی ہے اُن میں ایک امانت داری بھی ہے۔ امانت داری سے مراد ہے کہ اگر کوئی بھی چیز کسی شخص کے پاس اس شرط کے ساتھ رکھی جائے کہ بوقتِ ضرورت یہ چیز اصل مالک کو بغیر کسی کمی بیشی کے واپس کردی جائے گی، تو یہ عمل امانت داری کہلائے گا۔ ایسے شخص کو اسلام میں "امین" یا امانت دار کہا گیا ہے۔ ظہورِ اسلام سے قبل حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بدترین دشمن بھی آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاس اپنی امانتیں رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اسلام میں امانت کو بڑے وسیع مفہوم میں لیا جاتا ہے۔ باہمی لین دین کے معاملات ہوں یا اپنے کام کے فرائض کو پورا کرنا ہو، یہ تمام باتیں امانت میں شمار ہوتی ہیں۔ کسی شخص کا کوئی اہم خط یا پیغام متعلقہ شخص تک پہنچانا بھی امانت ہے۔ اسی طرح اگر کسی محفل میں کوئی راز کی بات بھی کہی گئی ہو تو اس کو ظاہر نہ کرنا ایک امانت ہے۔

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَلۡمَجَالِسُ بِالۡاَمَانَةِ ط

ترجمہ: مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں۔

مومن کے نزدیک دین کا ہر حکم ایک امانت ہے۔ انسانی جسم بھی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اس کے ہر حصّے کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ اگر ہم اس کے خلاف کریں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کریں گے۔

ایک اور حدیث میں نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

لَا اِيۡمَانَ لِمَنۡ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ ۝

ترجمہ: جس میں امانت نہیں اُس میں ایمان نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بھی کئی مقامات پر امانت سے متعلق احکامات دیے ہیں۔ سورۂ نساء میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ (سورۃ النساء: 57)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اُن کے مالکوں کے حوالے کرو۔

امانت داری مومنوں کی ایک اعلیٰ صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

وہ لوگ یعنی ایمان والے اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو جنّت میں داخل کیا جائے گا۔

اسلام نے جہاں امانت دار لوگوں کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں وہیں امانت میں خیانت کرنے سے بھی بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانتوں میں خیانت کرو جب کہ تمھیں معلوم ہے۔ (سورۃ الانفال:27)

ایک موقع پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کوئی مشورہ طلب کرے تو یہ بھی ایک امانت ہے۔ چنانچہ مشورہ دینے والے پر لازم ہے کہ وہ صحیح اور درست مشورہ دے اور اس کو اپنے تک محدود رکھے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کے پاس امانت رکھتا ہے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اس حدیث کے مطابق امانت میں خیانت کرنے والا شخص منافق ہے۔

اسلام میں امانت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم امانت کا پورا پورا خیال رکھیں اور امانت جس شکل میں بھی ہمارے ذمّے سونپی گئی ہو اُس کو اُسی شکل میں اصل حقدار کو لوٹا دیں۔

1- امانت داری سے کیا مراد ہے؟

2- قرآنِ مجید میں امانت داری کے متعلق کیا احکامات آئے ہیں؟ کوئی ایک حکم لکھیے۔

3- حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا امانت داری کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

4- خیانت کرنے والوں کے بارے میں قرآن و حدیث میں کیا احکامات ہیں؟

5۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) جس شخص میں امانت نہیں اُس میں ______________ نہیں۔

(ب) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ ______________ میں جو باتیں ہوں وہ امانت ہیں۔

(ج) منافق کی نشانیوں میں ایک نشانی امانت میں ______________ ہے۔

(د) امانت دار شخص کی ہر جگہ ______________ کی جاتی ہے۔

(ہ) امانت کی صفت رکھنے والے شخص کو ______________ کہتے ہیں۔

6۔ نیچے دیے گئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

(الف) ''اَلْمَجَالِسُ بِالْاَ مَانَۃِ'' اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟

(1) امانت واپس کرنے کے لیے مجلس منعقد کی جائے۔

(2) امانت کے مفہوم کو بیان کرنے کے لیے مجلس منعقد کی جائے۔

(3) مجلس میں جو باتیں ہوں وہ امانت ہیں۔

(ب) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث کے مطابق امانت میں خیانت کرنے کو کیا کہا گیا ہے؟

(1) گناہ صغیرہ (چھوٹا) (2) منافق کی نشانی (3) گناہ کبیرہ (بڑا)

(ج) کاروباری اور معاشرتی تعلقات بہتر بنانے کے لیے بے حد ضروری ہے۔

(1) دیانت داری (2) حسنِ سلوک (3) حسنِ اعتماد

(د) منافق کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ

(1) لڑائی جھگڑا کرتا ہے (2) نماز نہیں پڑھتا (3) امانت میں خیانت کرتا ہے

احسان

احسان سے مراد یہ ہے کہ کسی کو اس کی بھلائی پر مقررہ اجر سے زیادہ دے دینا اور احسان یہ بھی ہے کہ کسی کی خطا کو معاف کر دنیا اور معاف کرنے کے بعد اس کے ساتھ نیکی کرنا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عدل و انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (سورۃ النحل: 90)

ترجمہ: بے شک اللہ عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔

احسان ایک ایسی بھلائی ہے جس میں حسنِ سلوک، رواداری اور معاف کرنے کے ساتھ ساتھ غصے کا پی جانا بھی شامل ہے۔

احسان کرنا خدا کی صفات میں شامل ہے۔ وہ ہم پر ہر وقت احسان کرتا ہے۔ ہم ہر روز کتنی ہی غلطیاں اور گناہ کرتے ہیں لیکن وہ انھیں نظرانداز کر کے معاف کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے۔ ہمیں بھی اپنے اندر اس خوبی کو پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ (سورۃ البقرہ: 195)

ترجمہ: اور تم احسان کرو، بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ایک دن ایک بدّو آیا جس کا کچھ قرض آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم پر تھا، اس نے نہایت سختی سے گفتگو شروع کی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے اس گستاخی پر اسے ڈانٹا اور کہا کہ تجھ کو خبر ہے کہ تو کس سے ہم کلام ہے؟ بولا کہ میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو اسی کا ساتھ دینا چاہیے کیوں کہ اس کا حق ہے (قرض خواہ کو بولنے کا حق ہے) اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو اس کا قرض ادا کر دینے کا حکم فرمایا اور اس کے قرض کی رقم سے زیادہ دلوایا۔

ایک غزوہ میں حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی سواری پر تشریف لے جا رہے تھے۔ وہ اونٹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا اور سست رفتار تھا۔ غزوے میں تھک جانے کی وجہ سے اور بھی سست ہو گیا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے وہ اونٹ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرید لیا اور انھیں بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ جب اونٹ کے مالک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہوگئے تو وہ تیز چلنے لگا۔ مدینہ شریف پہنچ کر حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس اونٹ کی قیمت بھی ادا کردی جو چار دینار تھی اور ایک قیراط سونا بھی زیادہ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں کئی جگہ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَاَحۡسِنۡ كَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ (سورۃ القصص: 77)

ترجمہ: اور تم احسان کرو جیسے اللہ نے تمھارے ساتھ احسان کیا ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہمیشہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ترجمہ: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا بلکہ ہمیشہ معاف فرمایا۔

فتح مکّہ کے موقع پر اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما کر اُن پر احسان کیا اور فرمایا جاؤ، تم سب کو معاف کر دیا گیا۔ احسان کرنے کے بعد ضروری ہے کہ اس کو جتلایا نہ جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تمام عمر لوگوں پر بے شمار احسانات کیے لیکن کبھی احسان نہیں جتلایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اُس شخص سے احسان (بھلائی) کر، جس نے تیرے ساتھ بُرائی کی۔

احسان کے فائدے

احسان ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اس کے معاشرے میں بہت فائدے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1۔ احسان کرنے سے معاشرے میں باہمی محبت اور بھائی چارے کا جذبہ بڑھتا ہے۔

2۔ احسان کرنے سے معاشرے میں امن وسکون پیدا ہوتا ہے۔

3۔ احسان کرنے سے دشمنیاں ختم ہو جاتی ہیں اور محبت و دوستی پیدا ہوتی ہے۔

4۔ احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔

5۔ احسان کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم خوش ہوتے ہیں۔

1۔ احسان سے کیا مراد ہے؟

2۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس طرح ہر وقت احسان کرتا رہتا ہے؟

3۔ اللہ تعالیٰ نے احسان کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟

4۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ سے احسان کا کوئی واقعہ بیان کیجیے۔

5۔ احسان کو اپنانے سے ہماری زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور ____________ کرنے کا حکم دیتا ہے۔

(ب) اور تم احسان کرو جیسے ____________ نے تمھارے اوپر احسان کیا ہے۔

(ج) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی کسی سے ذاتی ____________ نہیں لیا۔

(د) احسان کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ____________ ہو جاتا ہے۔

7۔ مناسب ترین جواب منتخب کیجیے۔

(الف) احسان کا مطلب ہے

(1) بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دینا (2) بھلائی کے بدلے قرض دینا (3) برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا

(ب) احسان کرنے سے ختم ہو جاتی ہے۔

(1) دوستی (2) دشمنی (3) تنگ دستی

(ج) اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو

(1) پسند کرتا ہے (2) دولت مند بنا دیتا ہے (3) حکمران بنا دیتا ہے

(د) کسی کی خطا معاف کر دینا بھی

(1) احسان ہے (2) پرہیزگاری ہے (3) عدل ہے

مُلک و مِلّت کے لیے اِیثار کا جذبہ

ایثار کے معنی ہیں اپنی ضرورت پوری کرنے کے بجائے دوسروں کی ضرورت پوری کرنا، اس لیے ایثار میں ہر وہ کام شامل ہے جو ملک و ملّت اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے کیا جائے۔ دنیا میں ایسے بے شمار لوگ موجود ہیں جو دوسروں کی ضرورت کی خاطر اپنی ضرورت پوری نہیں کرتے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا ادب و احترام کیا جاتا ہے۔ پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی ایثار میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصّہ لیتے تھے۔

اسلام میں سب سے بڑا ایثار یہ ہے کہ ملک و ملّت کے فائدے کے لیے اپنے ذاتی فائدے کو قربان کردیا جائے تاکہ لوگوں کو اجتماعی فائدہ حاصل ہو۔ اسلامی تاریخ میں ایثار و قربانی کے ایسے متعدد واقعات موجود ہیں۔ سب سے بڑا ایثار مدینہ منورہ کے انصار نے مکّہ مکرّمہ کے مہاجرین کے لیے کیا۔ جب حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین و انصار میں اخوّت کا رشتہ قائم کیا تھا۔ انصار نے بڑی خوش دلی کے ساتھ مہاجرین کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور اپنا مال، گھریلو سامان اور باغات تک میں اپنے مہاجر بھائیوں کو شریک کرلیا۔

ملک و ملّت سے محبت ایک فطری جذبہ ہے۔ اس جذبے کے تحت انسان وطن کی حفاظت اور عظمت کے لیے دن رات محنت کرتا ہے اور اہلِ وطن سے محبت کرتا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے ایثار کا ایک بے مثال جذبہ جنگِ یرموک کے موقع پر دیکھنے میں آیا۔ جنگِ یرموک کے موقع پر کچھ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین شدید زخمی حالت میں پڑے، شدتِ پیاس سے تڑپ رہے تھے اور پانی کی طلب میں آوازیں لگا رہے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا تو اُن کی آوازیں سن کر اُنھیں پانی پلانے کے لیے جُھکے، جس زخمی مجاہد کو پانی پلانا چاہتے تھے انھوں نے کہا کہ میرے برابر میں ایک اور صحابی پانی کے لیے تڑپ رہے ہیں پہلے اُنھیں پلایئے۔ جب اُن کے پاس پہنچے تو انھوں نے تیسرے زخمی صحابی کی طرف اشارہ کیا کہ وہ بھی زخمی ہیں اور اُنھیں بھی پانی چاہیے، پہلے اُنھیں پلایئے۔ جب یہ صحابی اُن زخمی مجاہد کے پاس پہنچے تو وہ راہِ حق میں شہید ہو چکے تھے۔ وہ واپس دوسرے

صحابی کے پاس لوٹے لیکن وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے اور جب وہ پہلے زخمی صحابی کے پاس واپس پہنچے تو وہ بھی مرتبۂ شہادت حاصل کر چکے تھے۔ ایثار کی یہ اعلیٰ ترین مثال ہے کہ جس میں دوسروں کے لیے اپنی جان تک قربان کرنے کا درس موجود ہے۔

ملک و ملّت کے لیے ایثار و قربانی کے جذبات کا مظاہرہ 1947ء میں قیامِ پاکستان کے وقت دیکھنے میں آیا، جب ہندوستان سے ہجرت کرکے آنے والے مسلمانوں کے لُٹے ہوئے قافلے پاکستان میں داخل ہوئے تو یہاں کے مقامی لوگوں نے مہاجرین کے لیے طرح طرح کی قربانیاں دیں اور ان کو آرام اور سہولت پہنچا کر ایثار کا مظاہرہ کیا۔

پاکستان اور ہندوستان کے درمیان 1965ء کی جنگ میں بھی ایثار کی اعلیٰ مثالیں دیکھنے میں آئیں۔ ہمارے پیارے وطن کے لوگوں نے مالی اور جانی قربانیاں پیش کیں، یہاں تک کہ زخمیوں کے لیے کئی گھنٹے قطاروں میں لگ کر خون کے عطیات پیش کیے۔

8 اکتوبر 2005ء کو جب پاکستان کے شمالی علاقوں میں قیامت خیز زلزلہ آیا اور ہر طرف تباہی و بربادی پھیل گئی تو ایک بار پھر پورے ملک میں ایثار و قربانی کا عظیم جذبہ دیکھنے میں آیا۔ کراچی سے لے کر خیبر تک اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں نے اپنا تن، من، دھن قربان کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔

ہم سب کو چاہیے کہ ملک و ملّت کی خاطر اپنی ضروریات کو قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔

1۔ ایثار کسے کہتے ہیں؟

2۔ 1947ء میں مقامی لوگوں نے مہاجرین کے لیے کیا ایثار کیا؟

3۔ جذبۂ ایثار پر نوٹ لکھیے۔

4۔ ہجرت مدینہ کے بعد انصار کا مہاجرین کے ساتھ کیسا رویہ تھا؟

5۔ 2005ء کے تباہ کن زلزلے کے موقعہ پر لوگوں کے کس قسم کے جذبات دیکھنے میں آئے؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) ایثار میں اپنی ____________ کو دوسروں کے فائدے کے لیے قربان کرنا پڑتا ہے۔

(ب) مُلک وملّت کے لیے ایثار وقربانی کے جذبات کا مظاہرہ 1947ء میں ____________ کے وقت دیکھنے میں آیا۔

(ج) سچّا مسلمان وہ ہے جوملک وملّت کے لیے اپنی ____________ بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

7۔ نیچے دیے گئے دو کالموں میں بے ترتیب فقرے دیے گئے ہیں۔ مناسب فقرے ملا کر جملے پورے کیجیے۔

(الف) انصار مدینہ نے بڑی خوش دلی سے	بھی ایثار کی اعلیٰ مثالیں دیکھنے میں آئیں۔
(ب) ایثار کے اس اعلیٰ جذبے میں	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کوئی ثانی نہیں تھا۔
(ج) 1965ء کی جنگ میں	مہاجرین کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا۔
(د) اپنی ضرورت چھوڑ کر دوسروں کی ضرورت پوری کرنا	مدینے کے انصار نے مہاجرین کے لیے کیا۔
(ہ) ایثار کا سب سے بڑا مظاہرہ	ایثار کہلاتا ہے۔

حُقُوقُ العِباد

(والدین، اولاد، استاد، پڑوسی)

حقوق العباد سے مراد انسانوں کے حقوق ہیں جن کو پورا کرنے سے معاشرے میں سکون اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ ان حقوق میں ماں باپ، شوہر بیوی، بچّے، بہن بھائی، عزیز و اقارب، ہمسائے اور عام شہری شامل ہیں۔ اسلام نے اِن سب کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

والدین کے حقوق

انسان کا سب سے پہلے اس دنیا میں جن سے واسطہ پڑتا ہے، وہ اُس کے والدین یعنی ماں اور باپ ہیں۔ وہ اپنی اولاد کی پرورش کے لیے تکلیفیں اور مشکلات اُٹھاتے ہیں اس لیے ان کے حقوق کو اسلام نے اوّلیت دی ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (سورۃ البقرہ: 83)

ترجمہ: اور والدین کے ساتھ اچھّا سلوک کرو۔

والدین کی ناراضگی سے بچنا چاہیے۔ والدین جب بوڑھے ہوجائیں تو ان کے مزاج میں تبدیلی آجاتی ہے، بعض دفعہ وہ چڑچڑے پن کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اولاد کو چاہیے کہ ایسے وقت میں نہایت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرے۔ ان سے اچھّا برتاؤ کرے، ان سے نرم لہجے میں گفتگو کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اگر اُن (والدین) میں سے ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔
تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انھیں جھڑکنا اور اُن سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔
(سورۃ بنی اسرائیل: 22)

والدین کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ والدین کے غیر مسلم یا مُشرک ہونے کی صورت میں بھی ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔ البتہ اگر والدین اولاد کو شرک کرنے پر مجبور کریں تو اُن کی یہ بات نہ مانی جائے مگر معاملات میں حسنِ سلوک سے پیش آیا جائے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

''ماں کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے'' مزید فرمایا: ''رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے''۔

ایک اور موقع پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص ہلاک ہوا جس کی زندگی میں والدین یا اُن میں سے کوئی ایک بوڑھا ہوجائے اور وہ شخص اُن کی خدمت کر کے جنّت میں داخل نہ ہوسکے۔''

ایک صحابی نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ کیا تمھارے ماں باپ زندہ ہیں؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ! جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تو پھر انہی کی خدمت کا فرض ادا کرو۔

روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو نیک اولاد ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے تو اس کے بدلے میں اللّٰہ تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب بخشتا ہے۔

مندرجہ بالا قرآنی آیات اور احادیث رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اپنے والدین کا بہت زیادہ ادب کرنا چاہیے۔ ان کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنی چاہیے۔ خاص طور پر جب وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آرام وسکون کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ تا کہ اللّٰہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائے۔

1۔ حقوق العباد سے کیا مراد ہے؟

2۔ والدین کے حقوق کیا ہیں؟

3۔ قرآن مجید میں والدین کے ساتھ بڑھاپے میں کیسا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟

4۔ والدین پر محبت بھری نظر ڈالنے کا کیا ثواب ہے؟

5۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) والدین کے ساتھ ________ سلوک کریں۔

(ب) اللہ تعالیٰ کی رضا ________ کی رضا میں ہے۔

(ج) والدین اولاد کی پرورش میں ________ برداشت کرتے ہیں۔

(د) غیر مسلم والدین سے بھی ________ سلوک کرنا چاہیے۔

(ہ) والدین کی خدمت کرنا ________ کا فرض ہے۔

3۔ نیچے دو کالموں میں بے ترتیب فقرے دیے گئے ہیں ان کو ملا کر جملے مکمل کریں۔

(الف) والدین کی ناراضگی	انسانوں کے حقوق ہیں۔
(ب) ماں کے پاؤں کے	باپ کی رضا میں ہے۔
(ج) رب کی رضا	سے بچنا چاہیے۔
(د) حقوق العباد سے مراد	نیچے جنت ہے۔

اولاد کے حقوق

جس طرح اولاد پر والدین کے حقوق ہیں اسی طرح والدین پر بھی اولاد کے کچھ حقوق ہیں، جنھیں والدین کو ہر حال میں پورا کرنا چاہیے۔ والدین کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق اولاد کی پرورش کریں۔ ان کی خوراک، لباس اور دیگر جسمانی ضروریات کا خیال رکھیں۔

اولاد کی پرورش کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت اور تعلیم کا بھی خاص خیال رکھا جائے ۔ ان کی اچھی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم کا بھی بندوبست کیا جائے تا کہ وہ بڑے ہوکر اچھّے انسان اور ملک کے لیے مفید شہری بنیں اور اچھّے مُسلمان ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے والدین پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیک بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور ان کی ضروریات اپنی جائز کمائی سے پوری کریں۔ اپنی اولاد میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جیسا سلوک کریں۔

آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

''کوئی باپ اپنے بچّے کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اسے اچھّی تعلیم دے۔''

والدین کا فرض ہے کہ وہ اولاد کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھیں۔ ان کی پیدائش پر خوش ہوں۔ اگر استطاعت رکھتے ہوں تو ان کا عقیقہ کریں۔ ان کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔ گھر میں ان کو ایسا ماحول فراہم کریں کہ وہ اخلاقِ حسنہ کے مالک بنیں اور اسلامی تعلیمات ان کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائیں۔ تمام اولاد سے برابری کا سلوک کریں لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح نہ دیں تا کہ ان کے اندر احساسِ کمتری پیدا نہ ہو۔ والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی عزتِ نفس کا بھی خیال رکھیں۔ اُن کے دوستوں کے سامنے ان پر تنقید نہ کریں۔ معمولی شرارتوں کو نظر انداز کر دیں۔ ان کو کھیل کود کا بھی موقع دیں اور اُن کی کامیابیوں پر انھیں شاباش دیں اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہمارے پیارے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم بچّوں سے بے حد پیار کرتے تھے۔
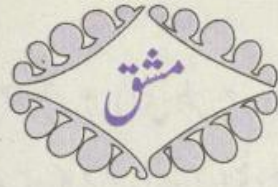
1- اولاد کے حقوق بیان کیجیے۔

2- والدین کا اپنی اولاد کے لیے بہترین عطیہ کون سا ہے؟

3- والدین اپنے بچّوں کی عزتِ نفس کا کیسے خیال رکھ سکتے ہیں؟

4- درست بیان پر (✓) اور غلط پر (✗) کا نشان لگایئے۔

(الف) اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

(ب) والدین پر عقیقہ کرنا فرض ہے۔

(ج) تمام اولاد سے ایک جیسا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔

(د) چھوٹی چھوٹی شرارتوں پر بھی بچّوں کو ڈانٹنا چاہیے۔

(ہ) اولاد کا حق ہے کہ انھیں تفریح مہیا کی جائے۔

(و) بچے گھر کے ماحول سے بھی بہت کچھ سیکھتے ہیں۔

(ز) لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینی چاہیے۔

اساتذہ کے حقوق

معاشرے میں استاد کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ اسلام میں استاد کو روحانی باپ کے رتبے سے نوازا گیا ہے۔ استاد طلبہ کی اخلاقی تربیت کرتا ہے۔ انھیں معاشرے کا مفید اور کار آمد شہری بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے میں استاد کو عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: تم جن سے علم سیکھتے ہو ان سے تواضع کے ساتھ پیش آؤ۔

استاد کی شان اور احترام بیان کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرمایا کرتے تھے جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا گویا اس نے مجھے اپنا غلام بنا لیا۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اساتذہ کی بات توجہ سے سُنیں۔ ان کی نصیحتوں پر عمل کریں۔ جماعت میں ایسی حرکتیں نہ کریں جس سے تعلیمی عمل متاثر ہوتا ہو۔ اساتذہ کو سلام کرنے میں پہل کریں۔ ہمیشہ ادب سے پیش آئیں۔ ان کی موجودگی اور غیر موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے اُن کے مقام اور مرتبے میں کمی واقع ہوتی ہو۔ جس معاشرے میں اساتذہ کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے وہ ہمیشہ ترقی کرتا ہے اور دنیا میں نمایاں مقام پاتا ہے۔

1۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استاد کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

2۔ اساتذہ کے حقوق کون کون سے ہیں؟

3۔ شاگرد اپنے اساتذہ کا کیسے احترام کر سکتے ہیں؟

4۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے اساتذہ سے کیسے پیش آنے کی تلقین فرمائی ہے؟

5۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) استاد بھی ____________ باپ ہوتا ہے۔

(ب) معاشرے میں استاد کو ____________ مقام حاصل ہوتا ہے۔

(ج) جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا گویا اس نے مجھے اپنا ____________ بنا لیا۔

(د) اساتذہ کو ____________ کرنے میں پہل کرنی چاہیے۔

پڑوسیوں کے حقوق

اسلام نے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات اور ان کے حقوق ادا کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں کئی مقامات پر پڑوسیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کا حکم آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اور قریبی پڑوسی، اجنبی ہمسائے اور بازو والے پڑوسی کے برابر والے پڑوسی کے ساتھ بھی بھلائی کرو۔ (سورۃ النساء: 36)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: وہ شخص جنّت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہیں۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السّلام) نے مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں اس قدر تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ کہیں پڑوسی کو وراثت میں حصّے دار نہ بنا دیا جائے۔

ہم جماعت ساتھی، ایک ساتھ سفر کرنے والے اور کسی دفتر یا فیکٹری میں ایک ساتھ کام کرنے والے بھی پڑوسی ہی ہوتے ہیں۔ اُن کے بھی اُسی طرح حقوق ہیں جس طرح ایک ساتھ رہنے والے پڑوسیوں کے ہوتے ہیں۔ پڑوسی چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم، سب کے حقوق ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنے پڑوسیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کو تکلیف دینے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار یہ دہرایا کہ وہ شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جس کا پڑوسی اُس کی زیادتیوں سے محفوظ نہ ہو۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اُس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم پڑوسیوں کا خیال رکھیں۔ اِن کے غم اور خوشی میں شریک ہوں، کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے انھیں تکلیف ہو۔ جب وہ مدد کے لیے بلائیں تو ان کی مدد کریں ان کی غیر موجودگی میں ان کی چیزوں کا خیال رکھیں اگر کوئی پڑوسی غریب ہو تو اُسے ہرگز کم تر نہ جانیں بلکہ اُس کی عزتِ نفس اور ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ اگر ہو سکے تو تحائف اور کھانے پینے کی چیزیں دیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے خُوش ہو۔

1۔ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا ارشاد ہے؟

2۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے پڑوسیوں کے حقوق سے متعلق زیادہ تاکید کی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو کیا گمان ہونے لگا؟

3۔ ہم پر پڑوسیوں کے کون کون سے حقوق ہیں؟

4۔ ہمیں غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

5۔ غریب اور نادار پڑوسیوں کے ساتھ ہمارا رویّہ کیسا ہونا چاہیے؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) پڑوسیوں کے ساتھ ____________ کرو۔

(ب) وہ ____________ نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

(ج) ایک ساتھ سفر کرنے والے بھی ____________ ہوتے ہیں۔

(د) غیر مسلم ہمسائیوں کے بھی ____________ ہیں۔

(ہ) پڑوسی کو تکلیف دینے والا ____________ نہیں ہو سکتا۔

(و) پڑوسیوں کی غمی اور خوشی میں ____________ ہونا چاہیے۔

عملی کام: ہر بچّہ کلاس میں کوئی ایسا واقعہ سنائے جب اُس نے یا اُس کے گھر والوں نے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو۔

باب پنجم

ہدایت کے سرچشمے/ مشاہیرِ اسلام

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تعارف

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش کے ایک معزز قبیلے میں پیدا ہوئیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والدِ محترم کا نام خُوَیلِدْ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت نیک خاتون تھیں، اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی ''طاہرہ'' مشہور ہو گیا تھا۔

تجارت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بڑے پیمانے پر تجارتی کاروبار تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامان کو تجارت کی غرض سے ملکِ شام لے جانا تھا جس کے لیے ایک ایسے شخص کی تلاش تھی جو دیانت و امانت میں اچھی شہرت رکھتا ہو۔

ان دنوں مکّہ مکرمہ میں حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنی صداقت اور امانت کی وجہ سے صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ جب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صداقت اور امانت کی خبر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچی تو انھوں نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ان کا سامانِ تجارت لے کر ملکِ شام جائیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی یہ درخواست قبول فرمالی اور سامانِ تجارت لے کر ملکِ شام تشریف لے گئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا ایک غلام جس کا نام میسرہ تھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ روانہ کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے وہ سامانِ تجارت معقول منافع پر فروخت کیا اور واپس مکّہ مکرمہ تشریف لے آئے۔

نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام میسرہ نے واپسی پر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کا تذکرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا۔ وہ پہلے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی امانت، دیانت اور شرافت کی قائل تھیں، اب اور زیادہ متاثر ہو گئیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو شادی کا پیغام بھیجا جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے چچا کے مشورے سے قبول فرمالیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت ابوطالب نے نکاح پڑھایا۔ نکاح کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس برس تھی اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔

سیرت

جب حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انھوں نے میری تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی مددگار نہ تھا تو انھوں نے میری مدد کی۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کے لیے اپنا مال اور اپنی تمام دولت وقف کردی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مشرکین مکہ کی اذیتیں بھی برداشت کرتیں اور ساتھ ساتھ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ایک وفادار رفیقۂ حیات کی طرح دل جوئی بھی کرتیں۔

جب قریش نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے خاندان کو تقریباً تین سال تک شعبِ ابی طالب میں محصور رہنے پر مجبور کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے قطع تعلق کیا تو اس دوران حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا بھرپور ساتھ دیا اور ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں۔

رفاقتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کا ساتھ تقریباً پچیس برس رہا۔ نبوت کے دسویں سال پینسٹھ برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ اِسی سال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے مہربان چچا حضرت ابوطالب جنھیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بے حد چاہتے تھے اُن کا بھی انتقال ہوگیا تھا۔ ان دونوں ہستیوں کے انتقال سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا، اسی لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے اس سال کو ''عامُ الحزن'' یعنی غم کا سال قرار دیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک اعزاز یہ بھی حاصل ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی۔

1۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبیلہ کیسا تھا؟

2۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی کیسے مدد کی؟

3۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی کن باتوں سے متاثر تھیں؟

4۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا واقعہ بیان کریں۔

5۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کن الفاظ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف کی؟

6۔ ''عامُ الحُزن'' سے کیا مراد ہے؟

7۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) عورتوں میں سب سے پہلے ________ نے اسلام قبول کیا۔

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ________ نے پڑھایا۔

(ج) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ________ تھا۔

(د) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذریعۂ معاش ______________ تھا۔

(ہ) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ______________ کی عمر میں ہوا۔

(و) ''عامُ الحُزن'' کا مطلب ______________ ہے۔

8۔ نیچے دیے گئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پہلی زوجہ محترمہ کا کیا نام تھا؟

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا / حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(ب) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک کیا تھی؟ (پچیس سال / چالیس سال)

(ج) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی عمر کتنی تھی؟

(پچاس سال / ساٹھ سال)

(د) ایک ہی سال میں کن ہستیوں کی وفات کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو سخت صدمہ پہنچا؟

(حضرت ابوطالب اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا /
حضرت ابو طالب اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

9۔ مناسب جواب پر (✓) کا نشان لگائیے۔

(الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تجارت کے فروغ کے لیے کس قسم کے شخص کی ضرورت تھی؟

(1) مشہور (2) امیر (3) امین

(ب) میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کس چیز کے بارے میں بتایا؟

(1) سفر کی دشواریاں (2) ملکِ شام کے حالات (3) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق و کردار

(ج) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کس نے پڑھایا؟

(1) حضرت ابو طالب (2) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (3) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
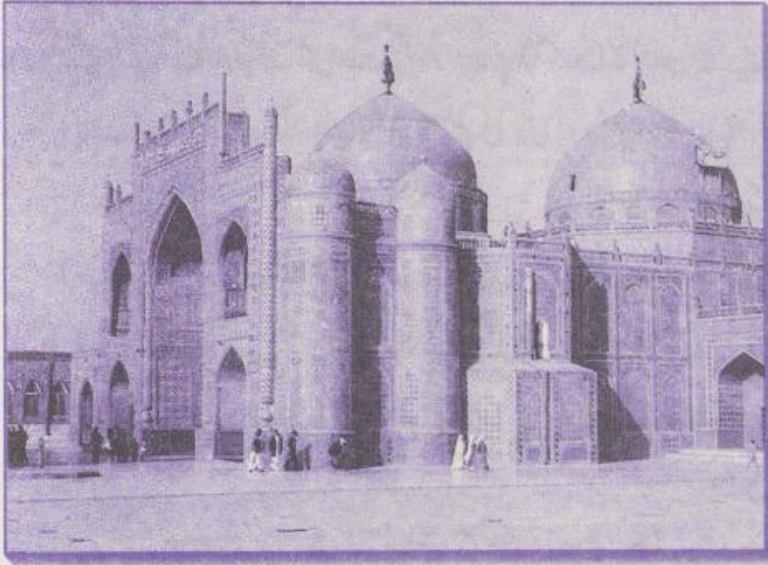
اسلام کے لیے جن ہستیوں نے اپنے لازوال کردار سے عظیم کارنامے انجام دیے ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہایت محترم اور نمایاں ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام علی، کنیت اَبوالحَسن اور ابوتراب تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا نام حیدر یعنی شیر رکھا تھا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو اسد اللہ (اللہ کا شیر) کا خطاب عطا فرمایا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام حضرت ابوطالب تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاتم النبیین حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن خوش قسمت ہستیوں میں شامل ہیں جن کی تربیت حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمائی۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جب نبوّت کا اعلان کیا تو اُس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر صرف دس برس تھی۔ اتنی کم عمری میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی نبوّت کی تصدیق فرمائی اور اسلام قبول کیا۔

ہجرتِ مدینہ

قریشِ مکہ نے جب مسلمانوں کو بہت زیادہ تنگ کیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خود ہجرت کا ارادہ فرمایا

تو وہ امانتیں جو اہلِ مکّہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاس رکھی تھیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں اور ہدایت فرمائی کہ یہ امانتیں ان کے اصل مالکان کو واپس کرکے مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔ اس کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد مبارک کے مطابق بے خوف ہوکر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بسترِ مبارک پر سوگئے۔ اس دوران دشمن رات بھر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے گھر کو گھیرا کیے رہے۔ صبح کو جب انھوں نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی جگہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو مایوس ہوگئے اور ناکام واپس لوٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کی تعمیل میں تین دن تک مزید مکّہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور لوگوں کی امانتیں اُن کے حوالے کردیں اور پھر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے اور قبا کے مقام پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے جاملے۔

غزوات میں شرکت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور شجاعت کی دھاک اسلام کے دشمنوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کفّار سے مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اُترتے تو دشمن خوف زدہ ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنا جب غزوۂ خیبر میں یہودیوں کے مشہور پہلوان مرحب سے ہوا تو اُسے آپ نے ایک ہی وار میں جہنم رسید کردیا اور خیبر کا قلعہ فتح ہوگیا۔ ہر غزوہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ نہایت بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن مشہور غزوات میں شرکت فرمائی اُن میں غزوۂ بدر، اُحد، خندق، خیبر، فتح مکّہ اور غزوہ حنین شامل ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی سب سے پیاری اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔ نکاح سے پہلے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا:

''اے علی! آپ کے پاس اس وقت کیا چیز موجود ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب

دیا یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) "میرے پاس اس وقت ایک گھوڑا اور ایک زِرہ ہے۔" آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: زِرّہ فروخت کردو۔ اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زِرہ فروخت کر کے شادی کے لیے ضروری سامان خریدا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پڑھا اور خیر و برکت کی دعاؤں کے ساتھ بیٹی کو رُخصت فرمایا۔

خلافت

جب مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شرپسندوں نے شہید کردیا تو مدینہ منورہ اور مکّہ مکرمہ میں بے چینی اور بدامنی پھیل گئی۔ تین دن تک خلافت کا عہدہ خالی رہا۔ ہرطرف باغی چھائے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ خلافت قبول فرمالیں۔ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اس عظیم ذمہ داری کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ آخر کار مہاجرین و انصار کے بے حد اصرار پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ذمہ داری کو قبول کرلیا۔ مسجد نبوی میں مسلمانوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 35 ہجری میں مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ مقرر ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکومت کے تمام شعبوں میں اصلاحات کیں، حق وانصاف کا بول بالا کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کے پیش نظر دارالحکومت کوفہ منتقل کرلیا۔

شہادت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سنبھالے صرف چار سال اور نو ماہ ہوئے تھے کہ ایک بدبخت خارجی جس کا نام عبدالرحمٰن بن مُلجم تھا، نے 19 رمضان المبارک کو نمازِ فجر میں ایک زہریلی تلوار سے وار کیا، جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید زخمی ہو گئے اور 21 رمضان المبارک 40 ہجری کو شہید ہوگئے۔

1۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کتنی تھی؟

3۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کون سا کام کیا؟

4۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن کن غزوات میں شرکت کی؟

5۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کس طرح واقع ہوئی؟

6۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ______ تھا۔

(ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام ______ تھا۔

(ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر میں مشہور پہلوان ______ کو قتل کیا۔

(د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ______ سال اور نو ماہ خلیفہ رہے۔

(ہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ______ ہجری میں خلیفہ منتخب ہوئے۔

(و) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ______ رمضان المبارک کو واقع ہوئی۔

7۔ نیچے دو کالموں میں بے ترتیب فقرے دیئے گئے ہیں انھیں ملا کر جملے مکمل کیجیے۔

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام	دس سال تھی۔
(ب) اعلانِ نبوّت کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر	4 سال 9 ماہ تھی۔
(ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدتِ خلافت	21 رمضان المبارک کو ہوئی۔
(د) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت	حیدر یعنی شیر بھی تھا۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
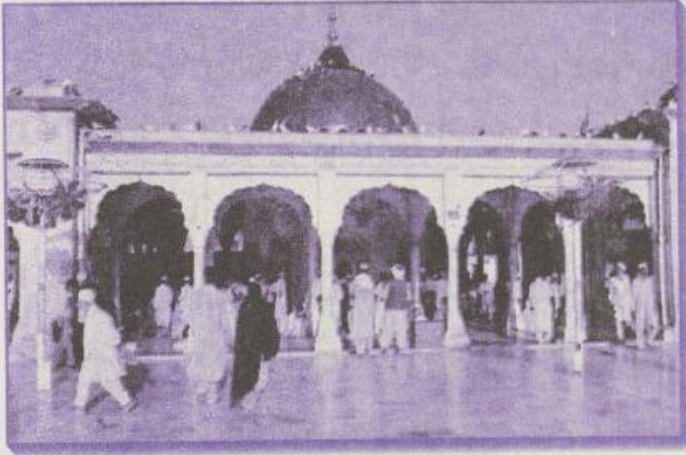
اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے بندوں میں سے ہمیشہ ایسی ہستیوں کو منتخب فرمایا ہے جو اپنی پوری زندگی اُس کی عبادت اور لوگوں کی اصلاح کے لیے وقف کر دیتی ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد دین کی تبلیغ، نیکیوں کو پھیلانا اور مخلوقِ خدا کو بُرائیوں سے بچانا ہوتا ہے۔

ایسی ہی نیک ہستیوں میں ایک ہستی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے جنھوں نے اپنے نیک عمل سے اسلام کے پیغام کو عام لوگوں تک پہنچایا۔

تعارف

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام علی اور والد کا نام عثمان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش افغانستان کے علاقے ہجویر میں 400 ہجری یعنی 1009 عیسوی میں ہوئی۔ اسی نسبت سے ہجویری کہلائے۔

دُور دراز سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنی مشکلات کے حل کے لیے آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محبت اور عقیدت سے بیٹھ کر سکون پاتے اور ایمان اور اخلاق کی دولت حاصل کرتے تھے۔ گویا کہ وہ ایک خزانہ پا لیتے تھے اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب گنج بخش یعنی خزانہ بخشنے والا مشہور ہو گیا۔

تعلیم و تربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ علم کے لیے دور دراز علاقوں اور ملکوں کا چالیس سال سفر کیا۔ اس دوران مختلف درویشوں اور بزرگوں سے ملاقاتیں کیں اور ان سے علم اور تربیت حاصل کی۔

تبلیغِ دین

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرو مُرشد کے حکم سے 1039ء میں لاہور تشریف لائے اور تبلیغِ دین اور لوگوں کی اصلاح کا کام انجام دینے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ہزاروں غیر مُسلموں نے اسلام قبول کیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور کافی عرصہ تک آپ کی خدمت کرتا رہا مگر آپ کی کوئی کرامت نہ دیکھی تو مایوس ہوکر واپس جانے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے پوچھا کہ کیوں جارہے ہو؟ وہ شخص بولا کہ حضرت، میں تو مرید ہونے کے لیے حاضر ہوا تھا مگر آپ کی کوئی کرامت نہ دیکھ کر واپس جارہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ کبھی مجھ سے کوئی کام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت کے خلاف ہوا ہے؟ وہ بولا "ہرگز نہیں"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی، سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جن کا شمار برصغیر کے مشہور اولیاء کرام میں ہوتا ہے، نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور چلّہ کاٹا۔ فراغت کے بعد آپ نے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے یہ شعر کہا جو آج بھی بے حد مقبول ہے۔

گنج بخش، فیضِ عالم، مظہرِ نُورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را رہنما

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بڑے بڑے بادشاہوں اور شہنشاہوں نے بھی حاضریاں دیں ہیں۔ مشہور مغل بادشاہ شہنشاہِ اکبر نے مزار شریف کا فرش سنگِ مرمر کا لگوایا۔ حکومت پاکستان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور اس سے ملحقہ مسجد کو بہت خوب صورت بنوایا ہے۔

تصانیف

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ اُن میں سب سے مشہور کتاب "کشف المحجوب" ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اس کتاب میں دین اور اخلاق کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے۔ اس کتاب کا دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

انتقال

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال 1072ء کو لاہور میں ہوا۔ آپ کا عرس ہر سال 19، 20 صفر کو نہایت عقیدت، احترام اور محبت سے منایا جاتا ہے۔

1۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام کیا تھا؟

2۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

3۔ لفظ ''گنج بخش'' سے کیا مراد ہے؟

4۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا خلاصہ کیا ہے؟

5۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

6۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کا نام کیا ہے؟

7۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

(الف) داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام ________ تھا۔

(ب) داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش افغانستان کے علاقے ________ میں ہوئی۔

(ج) آپ رحمۃ اللہ علیہ حصولِ علم کے لیے مسلسل ________ برس تک سفر میں رہے۔

(د) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر سنگِ مرمر مشہور بادشاہ ________ نے لگوایا۔

(ہ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہر سال ________ کو منایا جاتا ہے۔

8۔ نیچے دیے گئے دو کالموں میں بے ترتیب فقرے دیے گئے ہیں۔ انھیں ملا کر جملے مکمل کیجیے۔

(الف) لفظ ''گنج بخش'' کے معنی ہیں	فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔
(ب) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے حصول کے لیے	خزانہ بخشنے والا۔
(ج) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہزاروں غیر مسلموں نے	40 سال تک سفر کیا۔
(د) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے مشہور کتاب	اسلام قبول کیا۔
(ہ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش	سن 400 ہجری میں ہوئی

طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

تعارف

اسلام کی تاریخ باہمت، نڈر اور بہادر سپہ سالاروں کے عظیم کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ ایسے ہی ایک انتہائی بہادر مُجاہد، طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے کارنامے رہتی دُنیا تک یاد رہیں گے۔ آپؒ کا شمار اسلام کے بہترین سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ آپ نیک، بلند ہمت، نہایت ذہین اور بہادر سپہ سالار تھے۔

جنگیں

711ء میں اسلام ایک طرف سندھ تک پھیل چکا تھا تو دوسری طرف افریقہ میں بھی پہنچ چکا تھا۔ افریقہ میں اسلامی سلطنت کا قیام عمل میں آیا۔ اُس وقت اسپین میں راڈرک حکمران تھا۔ وہ اپنی رعایا پر بہت ظلم کرتا تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو تقریباً سات ہزار فوج دے کر اسپین کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں کے عوام کو راڈرک کے ظلم سے نجات دلائی جاسکے۔

یہ اسلامی لشکر جس کی کمان طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کر رہے تھے، اسپین کے ساحل پر اُترا اور ایک پہاڑ کے نزدیک خیمہ زن ہوا، اس لیے اس پہاڑ کو "جبل الطارق" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ طارق بن زیاد اپنے لشکر کو جن کشتیوں میں لائے تھے اُن تمام کو جلانے کا حکم دیا تاکہ مسلمان فوج یہ بات ذہن میں رکھے کہ اُسے ہر حال میں فتح حاصل کرنی ہے۔

لشکر سے خطاب

کشتیوں کو جلانے کے بعد طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدینِ اسلام سے خطاب کیا جس میں فرمایا:

"اے بہادر مجاہدو! میری بات غور سے سنو! تمھارے سامنے تمھارا دشمن یعنی ہسپانیہ کی فوج ہے اور تمھارے پیچھے گہرا سمندر ہے۔ ایسی صورت میں صرف ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے یا تو دشمن کو شکست دے دو یا پھر لڑتے ہوئے جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کردو، تیسرا راستہ یعنی فرار کی کوئی صورت باقی نہیں ہے۔ اگر آج تم نے پیٹھ دِکھا دی تو یاد رکھو تمھاری نسلیں مٹا دی جائیں گی۔"

اسپین کی فتح

طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے خطاب سے مجاہدین اسلام نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے دشمن سے ٹکرا گئے۔ مسلسل آٹھ روز تک گھمسان کی جنگ رہی، آخر کار دشمن کو شکست ہوئی۔ اسپین کا بادشاہ اور کمانڈر شہنشاہ راڈرک جان بچاکر بھاگ گیا۔ اس فتح کے بعد مسلمانوں نے تقریباً سات سو سال اسپین پر حکومت کی۔

یورپ پر اثرات

طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ اور موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات نے جہاں ایک طرف یورپ کی فوجوں کو خوف زدہ کیا اور اِن دونوں سپہ سالاروں کی ہیبت اُن کے ذہنوں پر بیٹھ گئی تھی۔ دوسری طرف مسلمانوں کی آمد نے جہالت کا خاتمہ کیا اور اُنھیں طِب، کیمیا، فلکیات اور دیگر کئی جدید علوم عطا کیے۔

اسپین میں آج بھی غرناطہ کی بے مثال جامع مسجد، ''الحمرا'' اور کئی دیگر عمارتیں اُس دور کی یاد دِلاتی ہیں۔

1۔ طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

2۔ طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے یورپ کا کون سا ملک فتح کیا؟

3۔ طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے کشتیوں کو جلانے کا حکم کیوں دیا؟

4۔ طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے لشکرِ اسلام سے اپنے خطاب میں کیا کہا؟

5۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

(الف) اسلامی لشکر جس کی قیادت طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کر رہے تھے ________ کے ساحل پر اترا۔

(ب) ہسپانیہ کا موجودہ نام ________ ہے۔

(ج) طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے جس پہاڑ کے قریب خیمے گاڑے اُسے ________ کہا جاتا ہے۔

(د) مسلمانوں نے تقریباً ________ سال اسپین پر حکومت کی۔

(ہ) طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان فوج سے کہا کہ تمھارے پاس صرف ________ ہی راستے ہیں۔

6۔ نیچے دیے گئے جوابات میں سے صحیح جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) اسلام سندھ میں کب پھیلا؟

(1) 711ء (2) 512ء (3) 618ء

(ب) اسپین میں مسلمانوں نے کون سی مسجد تعمیر کروائی؟

(1) مسجد الحمرا (2) بادشاہی مسجد (3) فیصل مسجد

(ج) اسپین کا معرکہ کتنے دن جاری رہا؟

(1) 8 روز (2) 10 روز (3) 15 روز

(د) ہسپانیہ کا موجودہ نام کیا ہے؟

(1) اسپین (2) اٹلی (3) ایران

(ہ) مسلمانوں نے ہسپانیہ پر کتنے سال حکومت کی؟

(1) 7 سو سال (2) 8 سو سال (3) 9 سو سال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی محمد اللہ وسایا خان بلوچ

مستند پروف ریڈر وزارت مذہبی امور۔ حکومت پاکستان۔ اسلام آباد

تصدیق نامہ

میں نے شیخ شوکت اینڈ سنز کراچی۔ لاہور کا مطبوعہ رسالہ / کتاب / قرآن پاک لسلامیات چھٹی جماعت کیلئے

کو بغور پڑھا اور اس کے تمام اعراب وحروف کو چیک کیا اس میں جو اغلاط تھیں وہ

درست کردی گئی ہیں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ مذکورہ بالا رسالہ / کتاب / قرآن پاک اسلامیات چھٹی

جماعت اغلاط سے پاک ومنزہ ہے۔

فقط

مولوی محمد اللہ وسایا خان بلوچ

مستند پروف ریڈر وزارت مذہبی امور

حکومت سندھ

کراچی

المصدق

سید محمد عظمت علی نوری

ریسرچ ورجسٹریشن آفیسر

(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

مکان نمبر 515، پریٹ آباد۔ حیدرآباد

فرہنگ

باب اول

اَلْقُرْآنُ الْکَرِیْمُ

الفاظ	معنی
ثابت قدم	مقابلہ کرنے والا
کفار	کافر کی جمع
فتح یاب	کامیاب
کینہ (حسد)	دل میں برائی کا خیال

باب دوم

ایمانیات اور عبادات

الفاظ	معنی
ایمانیات	اللہ پر ایمان لانے کا علم
عبادات	عبادت کی جمع
عقائد	عقیدہ کی جمع
صفات	صفت کی جمع، خوبیاں
یکتا	تنہا
تشریح	وضاحت
ہمسر	برابری کرنے والا
وحدانیت	اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا
غفار	بخشنے والا
ستار	عیبوں کو دوسروں سے چھپانے والا
روزِ جزا	بدلے کا دن یعنی حشر کا دن
مشکل کُشا	مشکل آسان کرنے والا
حاجت روا	ضرورتیں پوری کرنے والا
تحمّل	برداشت کرنا
توکّل	اللہ پر بھروسا

اذان

الفاظ	معنی
جامع	خوبیاں جس میں جمع ہوں
غافل	بھولا ہوا
عظمت	بڑائی
توحید	اللہ تعالیٰ کا ایک ہونے پر یقین کرنا
ابتداء	شروعات
مؤذن	اذان دینے والا
نجات	چھٹکارا
شریعت	اسلام پر عمل کرنے کا طریقہ
اہتمام	انتظام
نظم وضبط	ایک باقاعدہ طریقہ
اتحاد	میل جول

نماز

الفاظ	معنی
صَلٰوۃ	نماز
عاجزی	شرافت سے جھک کر رہنا
انکساری	نیازمندی/شرافت
احادیث	حدیث کی جمع
مساوات	برابری
تکبیر تحریمہ	نماز پڑھنے کے لیے پہلی تکبیر یعنی اللہُ اکبر کہنا

نماز جنازہ

الفاظ	معنی
حمد وثنا	اللہ تعالیٰ کی تعریف
مغفرت	بخشش
قیراط	سونا تولنے کا ایک بٹا

حج

الفاظ	معنی
احکام	حکم کی جمع
فرضیت	لازمی ہونا
تعمیل	عمل کرنا
اہل عالم	دنیا والے
بے نیاز	بے پروا/ بے فکر
یادگار	یاد رکھی جانے والی چیز
مناسک	حج میں شامل عمل
عظیم الشان	بلند شان والا
شوکت	بڑائی
یک زبان ہونا	سب لوگوں کا ایک ہی بات کہنا
اقتصادی	کاروبار چلانے کا علم
نوعیت	قِسم/ انداز
قرب	قریب ہونا
خوشنودی	رضامندی
تقویٰ	اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنا
پاکیزگی	پاکی/ اچھے عمل

باب سوم

سیرتِ طیّبہ

الفاظ	معنی
فریضہ	ضروری کام
انجام دینا	اچھے طریقے سے کوئی کام کرنا
سوار	گھوڑے پر سفر کرنے والا
دستہ	ٹولا/ گروپ
اختیار کیا	پسند کیا
سفیر	بادشاہ کا بڑے حاکم کا پیغام لانے والا
بیعت	کسی بڑے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کا کہنا ماننے کا پکا وعدہ کرنا
رضوان	اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ رضامندی والا عمل
رِہا کرنا	آزاد کرنا
فریقین	دو پارٹیاں یا ٹولے
روداد	واقعہ
مقیم	رہنے والے
صلح نامے	امن وامان سے رہنے کا تحریری معاہدہ
تذکرہ	ذکر
راغب	دلچسپی رکھنے والا
استوار	قائم کرنا

فرمارواؤں کو دعوت اسلام

الفاظ	معنی
حکمراں	بادشاہ/ حاکم
نجاشی	ملک حبشہ کے بادشاہوں کا لقب

مکتوب	خط
متن	مواد
قبطی	مصر کی ایک قوم
روگردانی	نافرمانی
اطاعت گزار	فرماں بردار
حکم عدولی	حکم نہ ماننا
مامون	امان یا حفاظت پانے والا
جرائم	جرم کی جمع
مابین	درمیان
تحائف	تحفہ کی جمع

غزوہ

الفاظ	معنی
نخلستان	کھجوروں کے باغات
وسیع	کشادہ/ پھیلا ہوا
قلع قمع	تباہ و برباد
خاطر خواہ	مرضی کے مطابق
ازدواج	زوجہ کی جمع یعنی بیویاں
مُطہّرات	مُطہّر کی جمع یعنی پاک عورتیں
قیام پذیر	رہنا
لعاب دہن	منھ کا پانی
ہتھیار بند	ہتھیار جسم پر سجائے ہوئے
ہیبت ناک	شدید رعب والا
معرکہ	جنگ
کاشت کار	کسان

باب چہارم

اخلاق و آداب

طہارت

الفاظ	معنی
غلاظت	گندگی
افضل	زیادہ فضیلت والا

صداقت

الفاظ	معنی
متقی	اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کام کرنے والا
تلقین	نصیحت
خلاف ورزی	حکم کے خلاف کام کرنا

امانت

الفاظ	معنی
فرائض	فریضہ کی جمع یعنی لازمی بات
حق دار	حق والا

احسان

الفاظ	معنی
نظر انداز	اہمیت نہ دینا
بہ نفس نفیس	خود، اپنے آپ
گوشہ	کونا
انتقام	بدلہ
ملّت	ایک مذہب والے لوگ
بارگاہِ رسالت میں	حضور پاک کی خدمت میں تحفہ
عطیہ	

حقوق العباد

الفاظ	معنی
حقوق	حق کی جمع
عباد	لوگ
اوّلیت	اہمیت
اقارب	قریبی لوگ
چڑچڑاپن	بدمزاج
تواضع کے ساتھ	جھک کر ادب کے ساتھ
معزّز	عزت دار
طاہرہ	پاک
معقول	مناسب
منافع	نفع
قائل	ماننے والا

باب پنجم

ہدایت کے سرچشمے/ مشاہیر اسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ

الفاظ	معنی
ہستی	عظیم شخصیت
لازوال	جس کو زوال نہ ہو یعنی جو کبھی نہ گھٹے
شجاعت	بہادری
دھاک	رعب
دریافت	پوچھتا
اصرار	ضد
بول بالا ہونا	نام اونچا ہونا

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

الفاظ	معنی
منتخب	انتخاب کیے گئے/ چنے گئے
لقب	وہ نام جو لوگ محبت میں آکر کسی شخص کو دیتے ہیں
اصلاح	درستی کرنا
کرامت	وہ باتیں جو عام آدمیوں کے بس میں نہ ہوں
عقیدت مند	دلی محبت رکھنے والے

طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

الفاظ	معنی
سپہ سالار	فوج کا کمان
سلطنت	بادشاہی
رعایا	محکوم لوگ
خیمہ زن	خیمے لگانے
گھمسان کی جنگ	بڑی بھاری لڑائی ہونا

مصنّفین

پروفیسر مصور خان

آپ نے بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اسلامیات اور بین الاقوامی تعلقات کی اسناد سندھ یونیورسٹی جامشورو سے حاصل کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے کئی مضامین مختلف رسائل و اخبارات کے لیے تحریر کیے۔ 1993ء سے گورنمنٹ مسلم سائنس کالج حیدر آباد میں اسلامیات کے مضمون میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

سید عزت علی

آپ نے بی اے اور ایم اے (پریویس) کی اسناد آگرہ یونیورسٹی اور بی ایڈ کی سند کراچی یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول سے بحثیت ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہوئے۔ تعلیمی تجربہ 37 سال ہے۔

ناشر

سندھ آفسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز

5۔میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،

اردو بازار، لاہور۔

B282L3121218411